ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

نومبر 2019ء - ربیع الاول 1441ھ (جلد 17 شمارہ 03)

جلد 17 شمارہ 03

نومبر 2019ء - ربیع الاول 1441ھ

ماہنامہ التبلیغ راولپنڈی

بشرفِ دعا
حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ
وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

ناظم
مولانا عبدالسلام

مدیر
مفتی محمد رضوان

مجلسِ مشاورت
مفتی محمد یونس
مفتی محمد ناصر
مولانا طارق محمود

فی شمارہ .... 25 روپے
سالانہ .... 300 روپے

پبلشرز
محمد رضوان
سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

خط وکتابت کا پتہ
ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959
راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

قانونی مشیر
محمد شرجیل جاوید چوہدری
ایڈووکیٹ ہائی کورٹ
0323-5555686

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جا سکے گا

برائے رابطہ ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17
عقب پٹرول پمپ وچٹرا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان
فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5702840
www.idaraghufran.org
Email: idaraghufran@yahoo.com
www.facebook.com/Idara Ghufran

www.idaraghufran.org

ترتیب وتحریر

صفحہ

آئینۂ احوال..................سائنسی دنیا میں مسلمانوں کا کردار........مفتی محمد رضوان 3

درسِ قرآن (سورہ بقرہ: قسط 181)...''اُدھار'' اور ''رہن'' کے متعلق قرآنی ہدایت..// // 7

درسِ حدیث ....عذابِ قبر کے اسباب اور اس میں مبتلا اشخاص (قسط 2)...// // 18

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

افادات وملفوظات..// // 25

اہل وعیال پر خرچ کرنے کا اجر...مولانا شعیب احمد 32

ماہِ شوال: نویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات...............مولانا طارق محمود 35

علم کے مینار: .... صحابیات کی علمی ودینی خدمات.........مفتی غلام بلال 37

تذکرۂ اولیاء:.........حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی غزوۂ بدر میں شرکت.....مفتی محمد ناصر 41

پیارے بچو!.................ریت کا گھر (دوسری وآخری قسط).........مولانا محمد ریحان 44

بزمِ خواتین ....ایک سے زیادہ شادیاں کرنا (حصہ دوم)...........مفتی طلحہ مدثر 46

آپ کے دینی مسائل کا حل........انگوٹھی پہننے کا حکم (قسط 1).............ادارہ 54

کیا آپ جانتے ہیں؟..................... ''خصیتین'' کا مکروہ تحریمی

یا تنزیہی ہونا...مفتی محمد رضوان 78

عبرت کدہ .... فرعون کی قومِ موسیٰ کو دھمکیاں......مولانا طارق محمود 81

طب وصحت........گھی کے بارے میں بعض اہلِ علم کی آراء......حکیم مفتی محمد ناصر 85

اخبارِ ادارہ ....ادارہ کے شب وروز.............................// // 88

اخبارِ عالم ...... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں...........مولانا غلام بلال 90

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئینۂ احوال

مفتی محمد رضوان

سائنسی دنیا میں مسلمانوں کا کردار

ابھی تک مسلمانوں کی سائنسی دنیا میں ابتدائی اور بنیادی کاوشوں سے خود مسلم دنیا، اور بہت سے اہلِ علم حضرات بھی واقف نہیں، جس کی وجہ سے وہ سائنسی علوم وفنون کے حصول اور ان میں ترقی کرنے کی نہ صرف یہ کہ ضرورت نہیں سمجھتے، بلکہ وہ اس کے متعلق طرح طرح کے شکوک وشبہات کا بھی شکار ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ اگر اسلام کے عہدِ زریں، خلافتِ راشدہ سے لے کر مسلمانوں کے عروج، بلکہ اسلامی سلطنتوں کے رو بہ زوال ہونے تک کئی صدیوں پر محیط ایک طویل عرصے کے سائنسی کارناموں کو حقیقت پسندی وحق شناسی کی نگاہوں سے دیکھا جائے، تو اس میدان میں مسلمانوں کے علاوہ دور دور تک کوئی دوسرا نظر نہیں آئے گا۔

عہدِ وسطیٰ اور اسلام کی ابتدائی ایک ہزار صدیوں کا وہ طویل تاریخی دور، جب مسلمانوں اور عیسائیوں کے مابین حق وباطل کی معرکہ آرائیاں بڑی سطح پر چل رہی تھیں، مسلمانوں نے قلعہ شکن ہتھیار ''منجنیق'' ایجاد کیا، جو مضبوط اور ناقابلِ تسخیر سمجھے جانے والے قلعوں اور برجوں کو چند لمحوں میں ملبہ کا ڈھیر بنا دیتا تھا، اس زمانے میں مسلمانوں کا یہ ایک عظیم ہتھیار تھا، دورِ جدید میں توپیں اور میزائل، اسی منجنیق کی ارتقائی شکلیں ہیں۔

عہدِ خلافت میں جب بحری جنگوں کی ضرورت پیش آئی، تو مسلمانوں نے بحری بیڑے ایجاد کیے، جن سے سمندری جنگوں کو سر کرنے کا مسئلہ حل ہوا، آج مختلف ملکوں کے پاس جو وسیع وعریض بحری بیڑے موجود ہیں، یہ اسی کی ترقی یافتہ شکلیں ہیں۔

عہدِ اموی کے ابتدائی دور میں خالد بن ولید بن یزید بن معاویہ عالمِ اسلام کا وہ ابتدائی سائنس دان گزرا ہے، جس نے علمِ کیمیاء اور علمِ ہیئت پر خاص توجہ دی، اس نے مصر اور اسکندریہ سے کئی حکماء و

www.idaraghufran.org

اہلِ علم بلوائے اوران سے علمی مسائل پر بحث ومباحثہ کے بعد کئی علمی کتابوں کے ترجمے کروائے، سائنس کی دنیا میں یہ اس دور کا سب سے پہلا ترجمہ تھا،اس کے علاوہ اس نے اپنے ہاتھوں سے سطح زمین کا اندازہ کرنے کے لیے ایک خاص کرہ (گیند،Globe) تیار کیا، کاغذ سازی کا عمل بھی اسی عہد میں مسلمانوں نے شروع کیا۔

دورِعباسی میں خلیفہ مامون رشید نے بیتُ الحکمت نامی ایک ادارہ قائم کرکے اس میں مختلف زبانوں کے مشہور حکماء، فلاسفہ، اطباء، منجمین، مہندسین، کیمیاداں اور ریاضی داں جمع کیے، جنہوں نے حکمت، فلسفہ، علمِ نجوم، ہندسہ، علمِ کیمیا اور ریاضی کے گزشتہ کارناموں پر غیر معمولی اضافہ کیا، اسی بیت الحکمت نامی ادارہ کے ایک سند یافتہ ابوالعباس احمد الفرغانی نامی سائنس داں نے جب سائنس کے میدان میں قدم رکھا، تو اس نے خلیفہ مامون رشید کے حکم سے علمِ پیائش کے ماہرین اور ہیئت دانوں کو ساتھ لے کر زمین کا محیط نہایت علمی انداز سے معلوم کیا، اس سے پہلے یونانی ہیئت داں ارسطو اور بطلیموس نے زمین کی پیائش کرکے اس کا محیط پینتالیس ہزارنوسو چوسٹھ میل بتایا تھا جب کہ زمین کا صحیح محیط چوبیس ہزار آٹھ سو اٹھاون میل ہے، اور فرغانی کی پیائش کے مطابق زمین کا محیط پچیس ہزار نو میل ہے، جو ترقی یافتہ تحقیق کی اصل سے قریب ترین ہے۔

تاریخ، جغرافیہ، معدنیات، نباتات، حیوانات، علمِ کیمیا، طبعیات، فلکیات، ریاضیات، طب اور فلسفہ، جیسے سائنس کے تمام شعبوں میں مسلم دنیا نے عرب، ایران، اندلس، اور ہندستان وغیرہ میں وہ علمی سرمایہ چھوڑا، جس کی بدولت آج اہلِ یورپ کو ترقی حاصل ہے۔

توپ سب سے پہلے کندی نے بنائی تھی، دوربین ابنِ سینا کے استاذ ابوالحسن نے ایجاد کی تھی، ابو القاسم عباس بن فرناس نے تین چیزیں ایجاد کرکے دنیا کو حیرت میں ڈال دیا تھا۔ عینک کا شیشہ، بے نظیر گھڑی اور ایک مشین جو ہوا میں پرواز کرسکتی تھی۔ حسن الزاجہ نے راکٹ سازی کی طرف توجہ دی اور اس میں تارپیڈو کا اضافہ کیا، مسلمانوں کی دیگر ایجادات میں بارود، قطب نما، زیتون کا تیل، عرقِ گلاب، خوشبو، عطر سازی، ادویہ سازی، کاغذ سازی، معدنی وسائل میں ترقی، پارچہ بافی، صابون سازی، شیشہ سازی اور مختلف آلاتِ حرب شامل ہیں۔

امریکی سائنسی مورخ جارج سارٹن اپنی مشہور کتاب انٹروڈکشن ٹو دی ہسٹری آف سائنس میں دسویں صدی عیسوی کے نصفِ اول (یعنی اسلامی ہجری کی ابتدائی پانچ صدیاں) کے نمایاں کارناموں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ بنی نوع انسان کا اہم کام مسلمانوں نے انجام دیا ہے، سب سے بڑا فلسفی الفارابی تھا، سب سے بڑے ریاضی داں ابوکامل اور ابراہیم مسلمان تھے، سب سے بڑا جغرافیہ داں المسعودی تھا اور سب سے بڑا مورخ الطبری مسلمان تھا۔

ایک اور معروف امریکی سائنسی مورخ چارلس گیلیسپی نے اپنی مایاناز کتاب ڈکشنری آف سائنٹفک بایوگرافی میں عہدِ وسطیٰ کے ایک سو بتیس ان سائنس دانوں کی فہرست مرتب کی ہے، جنہوں نے اپنی تحقیقات سے سائنس کو فروغ دیا اور ان کی تحقیقات آج سائنس کی بنیاد بنیں، اس فہرست میں ایک سو پانچ سائنس دانوں کا تعلق اسلامی دنیا سے ہے، دس بارہ یورپ سے تعلق رکھتے ہیں، جبکہ باقی کا تعلق یورپ کے علاوہ دیگر قوموں سے ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ عہدِ وسطیٰ میں کم وبیش اسّی سے پچاسی فیصد سائنس داں مسلمان تھے، جب کہ آج دنیا کی کل آبادی کے مقابلے مسلمانوں کی پوری آبادی پچیس فیصد سے زیادہ ہے، لیکن سائنس کے میدان میں ان کا حصہ ایک فیصد سے بھی کم ہے، جو قابلِ افسوس بات ہے۔

یورپ نے جابر بن حیان کو جیبر، ابنِ رشد کو اویروز، ابنِ سینا کو اویسینا، ابن الہیثم کو الہازین، الفارابی کو الفرابی اس، اور موسیٰ بن میمون کو مائمو نائڈس کہنا شروع کیا، ناموں کی یہ تبدیلی اور بگاڑ، مسلمانوں کی بڑی غلطی فہمی کا سبب بنا، اور غیر مسلم دنیا کے کئی سائنس دانوں کو بھی ان شخصیات کے مسلمان ہونے کی طرف توجہ نہ ہو سکی۔

واقعہ یہ ہے کہ بیشتر سائنسی اشیاء کے موجد مسلمان ہیں اور مسلمانوں ہی نے اہلِ یورپ کو ان کا استعمال سکھایا ہے۔

پندرہوں صدی عیسوی (تقریباً نویں صدی ہجری) کے بعد جب اہلِ مغرب کے اندر سائنس کا ذرا ذوق اور روشنی کے لیے تڑپ پیدا ہوئی، اور علم وآگہی کے آنگن میں جھانکنے کی ان کے دلوں میں رمق بیدار ہوئی، تو انہوں نے بغداد، اندلس اور قرطبہ کا سفر کیا، اور وہ وہاں کے مدارس میں صدیوں

تک سائنسی تحقیقات کی بھیک مانگتے رہے، ان کے اندر اختراع اور ایجاد کی جو صلاحیت پیدا ہوئی، وہ مسلمانوں کے اسلاف ہی کی مرہونِ منت ہے۔

عہدِ وسطیٰ کے مسلم دانشوروں اور سائنس دانوں کے متعلق، مغربی ممالک کے کتب خانوں اور لائبریریوں میں، جابر بن حیان، ابنِ سینا، زکریا الرازی، البیرونی، الخوارزمی، الکندی، ابونصر الفارابی، ابنِ رشد، ابنِ زہر، ابنِ خلدون، ابومعشر، ابن الہیثم، اور نصر الدین الطّوسی، جیسے بے شمار مسلم سائنس دانوں کی تصنیفات، کتابیں، رسائل اور دیگر اسلامی لٹریچر، آج بھی تاریخ شناسوں اور حق کے متلاشیوں کے لیے محفوظ ہیں۔

پندرہویں صدی عیسوی میں اندلس میں مسلمانوں کے خلاف انکوئزیشن جیسی مذہبی وبا پھیلا کر عیسائیوں کے ذریعہ مسلمانوں کا وہاں سے نکالا جانا، وسطِ ایشیا میں تاتاریوں کے مسلسل حملے، ہلاکو کے ذریعہ بغداد کی تباہی، بغداد، قاہرہ اور اسکندریہ میں موجود سیکڑوں لائبریریوں کا نذرِ آتش کرنا، مسلمانوں کے اندر عیاشی، بے فکری، سیاسی، مذہبی، مسلکی اور فروعی اختلافات اور خانہ جنگیوں کا پروان چڑھنا، یہ وہ چند اسباب تھے، جن کی وجہ سے مسلمان زوال کا شکار ہوگئے، اور آنے والے وقت میں ان کی سیاسی، عسکری، فنی، سائنسی ساری قوتیں، مفلوج ہوکر رہ گئیں۔

دورِ حاضر میں سائنس کے میدان میں مسلمانوں میں قدرے بیداری پیدا ہوئی ہے، جو مسلمانوں کے حق میں حوصلہ افزا کہی جاسکتی ہے۔ بعض مسلم ممالک نے اپنی سرپرستی میں اس طرف توجہ دینی شروع کی ہے۔

اب ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان، اپنی عظمتِ رفتہ کی بازیابی کے لیے دل وجان سے محنت کریں، اپنے اسلاف کے ذریعہ چھوڑے گئے علمی خزانوں اور دورِ جدید کے تجربوں سے استفادہ کریں، اور اسلامی افکار و نظریات کے تناظر میں دوسروں پر منحصر رہنے کے بجائے سائنسی میدان میں اہل اور خودمختار بنیں، اور مخالفت برائے مخالفت کے طرزِ عمل کے بجائے، ان شعبوں میں عالمِ کفر کی طرف سے پیدا شدہ فساد و بگاڑ کی اصلاح کا سامان کریں۔

اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

www.idaraghufran.org

درسِ قرآن (سورہ بقرہ: قسط نمبر181، آیت نمبر283-282) مفتی محمد رضوان

’’اُدھار‘‘ اور ’’رہن‘‘ کے متعلق قرآنی ہدایت

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی فَاکْتُبُوْہُ وَلْیَکْتُبْ بَّیْنَکُمْ کَاتِبٌ بِالْعَدْلِ وَلَا یَاْبَ کَاتِبٌ اَنْ یَّکْتُبَ کَمَا عَلَّمَہُ اللّٰہُ فَلْیَکْتُبْ وَلْیُمْلِلِ الَّذِیْ عَلَیْہِ الْحَقُّ وَلْیَتَّقِ اللّٰہَ رَبَّہٗ وَلَا یَبْخَسْ مِنْہُ شَیْئًا فَاِنْ کَانَ الَّذِیْ عَلَیْہِ الْحَقُّ سَفِیْھًا اَوْ ضَعِیْفًا اَوْ لَا یَسْتَطِیْعُ اَنْ یُّمِلَّ ھُوَ فَلْیُمْلِلْ وَلِیُّہٗ بِالْعَدْلِ وَاسْتَشْھِدُوْا شَھِیْدَیْنِ مِنْ رِّجَالِکُمْ فَاِنْ لَّمْ یَکُوْنَا رَجُلَیْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّھَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰھُمَا فَتُذَکِّرَ اِحْدٰھُمَا الْاُخْرٰی وَلَا یَاْبَ الشُّھَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا. وَلَا تَسْئَمُوْٓا اَنْ تَکْتُبُوْہُ صَغِیْرًا اَوْ کَبِیْرًا اِلٰٓی اَجَلِہٖ. ذٰلِکُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰہِ وَاَقْوَمُ لِلشَّھَادَۃِ وَاَدْنٰٓی اَلَّا تَرْتَابُوْٓا اِلَّآ اَنْ تَکُوْنَ تِجَارَۃً حَاضِرَۃً تُدِیْرُوْنَھَا بَیْنَکُمْ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَکْتُبُوْھَا. وَاَشْھِدُوْٓا اِذَا تَبَایَعْتُمْ وَلَا یُضَآرَّ کَاتِبٌ وَّلَا شَھِیْدٌ وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّہٗ فُسُوْقٌ بِکُمْ وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَیُعَلِّمُکُمُ اللّٰہُ. وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ.

وَاِنْ کُنْتُمْ عَلٰی سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا کَاتِبًا فَرِھٰنٌ مَّقْبُوْضَۃٌ فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُکُمْ بَعْضًا فَلْیُؤَدِّ الَّذِی اؤْتُمِنَ اَمَانَتَہٗ وَلْیَتَّقِ اللّٰہَ رَبَّہٗ وَلَا تَکْتُمُوا الشَّھَادَۃَ وَمَنْ یَّکْتُمْھَا فَاِنَّہٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُہٗ. وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ (سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ ۲۸۲،۲۸۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم آپس میں دین (واُدھار) کا معاملہ کیا کرو، کسی وقتِ مقرر تک، تو اسے لکھ لیا کرو، اور چاہیے کہ لکھے تمہارے درمیان لکھنے والا انصاف سے، اور انکار نہ کرے لکھنے والا لکھنے سے، جیسا کہ تعلیم دی اس کو اللہ نے، تو اسے چاہیے کہ لکھ

دے، اور چاہیے کہ املاء کرائے وہ شخص، جس پر حق ہے، اور اللہ سے ڈرے، جو اس کا رب ہے، اور کچھ کم نہ کرے اس میں سے، پھر اگر وہ شخص کہ جس پر حق ہے کم عقل ہے، یا کمزور ہے، یا وہ اس کی استطاعت نہیں رکھتا کہ وہ املاء کرا سکے، تو چاہیے کہ املاء کرادے، اس کا ولی (ونمائندہ) ٹھیک طور پر، اور گواہ بنالیا کرو تم دو، اپنے مَردوں میں سے، پھر اگر دو مرد نہ ہوں، تو ایک مرد اور دو عورتیں، جن سے تم راضی ہو، ان گواہوں میں سے، تاکہ اگر ان (دوعورتوں) میں سے ایک (عورت) بھول جائے، تو یاد دلا دے، اس کو دوسری (عورت) اور نہ انکار کریں گواہ، جب بلایا جائے ان کو، اور نہ سستی کیا کرو تم، اس بات میں کہ لکھو تم، اس (دَین) کو، چھوٹا (معاملہ) ہو، یا بڑا، اس کی معیاد تک، یہ (لکھ لینا) زیادہ انصاف کا باعث ہے، اللہ کے نزدیک، اور زیادہ درستگی کا باعث ہے گواہی کے لیے، اور زیادہ قریب ہے، اس کے کہ نہ شبہ میں پڑو تم، مگر یہ کہ تجارت حاضر (یعنی نقدا نقدی) ہو، جس کا لین دین کرلو تم (اسی وقت دونوں طرف سے) تو پھر تم پر کوئی گناہ نہیں کہ اسے نہ لکھو، اور گواہ بنالیا کرو تم، جب تم آپس میں خرید وفروخت کیا کرو، اور نہ ضرر پہنچایا جائے لکھنے والے کو، اور نہ گواہ کو، اور اگر ایسا کیا تم نے، تو یہ گناہ ہوگا تمہارے لیے، اور ڈرو تم اللہ سے، اور تعلیم دیتا ہے تم کو اللہ، اور اللہ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے۔

اور اگر سفر میں ہو تم، اور نہ پاؤ تم کوئی لکھنے والا، تو رہن رکھوانا ہے، جس پر قبضہ کیا جائے، اور اگر تم میں سے بعض، بعض پر اعتبار کرے، تو چاہیے کہ وہ شخص امانت ادا کردے، جس کی طرف امانت سپرد کی گئی، اور چاہیے کہ اللہ سے ڈرے، جو اس کا رب ہے، اور گواہی کو نہ چھپاؤ تم، اور جو چھپائے گا اس کو، تو بیشک گناہگار ہوگا، اس کا دل، اور اللہ، اس کو جو عمل کرتے ہو تم، خوب جانتا ہے (سورہ بقرہ)

تفسیر وتشریح

مذکورہ آیات میں قرض واُدھار کے لین دین کے معاملے اور اس کے متعلق چند اہم اصولوں کو بیان

کیا گیا ہے، جن کوملحوظ رکھنے سے ایک تو نزاع و جھگڑے کا خاتمہ ہوتا ہے، اور دوسرے ایک دوسرے پر زیادتی لازم آنے سے حفاظت ہوتی ہے۔

اوراکثر حضرات کی رائے یہ ہے کہ مذکورہ آیت میں کتابت کاحکم مستحب درجہ کا ہے،واجب درجہ کانہیں۔

اس بات پرقرآن وسنت کے دلائل قائم اورامت کا اجماع ہے کہ قرض وادھار کا معاملہ کرنا جائز ہے، جب کہ سوداورغیرشرعی باتوں سے پاک ہو۔

اوراُدھار کے معاملہ کے لیےکسی چیزکورہن یعنی گروی رکھنا بھی جائز ہے، جب کہ اس میں سودوغیرہ کاعنصرشامل نہ ہو۔

لیکن جب کوئی قرض یاادھار کا معاملہ ہو،تواس کی وصولی کے لیے''رہن'' کارکھنا، واجب تونہیں، البتہ مستحب ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَهُمْ يُسْلِفُونَ بِالتَّمْرِ السَّنَتَيْنِ وَالثَّلَاثَ، فَقَالَ: مَنْ أَسْلَفَ فِي شَيْءٍ، فَفِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ، وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ، إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ(بخاری، رقم الحدیث ۲۲۴۰)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے،تولوگ کھجوروں میں دو یا تین سال کی مدت پرسلم کرتے تھے،تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جوشخص کسی چیز میں سلم کرے، تومعین ناپ اورمعین وزن میں ایک مدتِ مقررہ تک کے لئے کرے(بخاری)

جس خرید وفروخت میں قیمت نقد ہو،اورخریدی جانے والی چیزادھار ہو،اس کو''بیعِ سلم'' کہتے ہیں، یہ بھی کیونکہ ادھار کا معاملہ ہے،اس لیے اس میں ابہام نہیں ہونا چاہیے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرَى مِنْ يَهُودِيٍّ طَعَامًا إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ، وَارْتَهَنَ مِنْهُ دِرْعًا مِنْ حَدِيدٍ(بخاری، رقم الحدیث ۲۲۵۲)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے ایک مدتِ معینہ کے وعدے پر غلہ

www.idaraghufran.org

خریدا، اور لوہے کی ایک زرہ اس کے پاس رہن (یعنی گروی) رکھ دی (بخاری)

ان احادیث وروایات کے بعد اب قرآن مجید کی گزشتہ آیات کی کچھ تفسیر وتشریح ملاحظہ فرمایئے۔

مذکورہ آیات میں قانونِ معاملات، جن کو آج کل کے قانون میں معاہدات کہا جاتا ہے، اس کے اہم اصول کا بیان ہے، اور اس کے بعد شہادت وگواہی کے خاص اصول کا ذکر ہے۔

آجکے زمانے میں تو تحریر اور لکھنے لکھانے کا رواج عام ہے، لیکن چودہ سو سال پہلے دنیا کا زیادہ تر کاروبار، زبانی کلامی ہوتا تھا، لکھنے لکھانے اور دستاویز مہیا کرنے کا اصول نہ تھا۔

سب سے پہلے قرآن نے اس طرف توجہ دلائی اور فرمایا:

”اِذَا تَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی فَاکْتُبُوْہُ“

”جب تم آپس میں دین (واُدھار) کا معاملہ کیا کرو، کسی وقتِ مقرر تک، تو اسے لکھ لیا کرو“

آیت کے اس جملے میں ایک اصول تو یہ بتلا دیا گیا کہ ادھار کے معاملات کی دستاویز لکھنی چاہیے، تاکہ بھول چوک یا انکار کے وقت کام آئے۔

دوسرا مسئلہ یہ بیان فرمایا گیا کہ ادھار کا معاملہ جب کیا جائے، تو اس کی میعاد ضرور مقرر کی جائے، غیر معین مدت کے لیے ادھار دینا، لینا جائز نہیں، کیونکہ اس سے جھگڑے فساد کا دروازہ کھلتا ہے، اسی وجہ سے فقہاء نے فرمایا کہ میعاد بھی ایسی مقرر ہونا چاہیے، جس میں کوئی ابہام نہ ہو، مہینہ اور تاریخ کے ساتھ معین کی جائے، کوئی مبہم میعاد نہ رکھی جائے، جیسے کھیتی کٹنے کے وقت کی مبہم میعاد، کیونکہ وہ موسم کے اختلاف سے آگے پیچھے ہوسکتی ہے، اور چونکہ لکھنا اس زمانے میں عام نہ تھا، اور آج بھی عام ہونے کے بعد دنیا کی بیشتر آبادی وہی ہے، جو لکھنا نہیں جانتی، تو یہ ممکن تھا کہ لکھنے والا کچھ کا کچھ لکھ دے، جس سے کسی کا نفع اور کسی کا نقصان ہوجائے، اس لیے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ:

”وَلْیَکْتُبْ بَّیْنَکُمْ کَاتِبٌ بِالْعَدْلِ“

”اور چاہیے کہ لکھے تمہارے درمیان لکھنے والا انصاف سے“

اس میں ایک تو اس طرف ہدایت کی گئی کہ کاتب کسی فریق کا مخصوص آدمی نہ ہو، بلکہ غیر جانبدار ہو، تاکہ کسی کو شبہ اور خلجان نہ رہے، دوسرے کاتب کو ہدایت کی گئی کہ انصاف کے ساتھ لکھے، کسی شخص

کے دنیاوی نفع کے لیے اپنا آخرت کا نقصان نہ کرے۔

اس کے بعد کاتب کو اس کی ہدایت کی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو یہ نعمت اور ہنر دیا ہے کہ وہ لکھ سکتا ہے، لہٰذا وہ لکھنے سے انکار نہ کرے۔

اس کے بعد دستاویز کی کتابت کا طریقہ اس طرح بیان فرمایا کہ:

”وَلْیُمْلِلِ الَّذِیْ عَلَیْہِ الْحَقُّ“ ”اور چاہیے کہ املاء کرائے وہ شخص، جس پر حق ہے“

مطلب یہ ہے کہ مثلاً سودا خریدا اور قیمت کا ادھار کیا تو جس کے ذمہ ادھار ہے وہ دستاویز کا مضمون لکھوا دے، کیونکہ یہ اس کی طرف سے اقرار نامہ ہوگا، اور لکھوانے میں بھی یہ احتمال تھا کہ کوئی کمی بیشی کر دے۔

اس لیے فرمایا کہ:

”وَلْیَتَّقِ اللّٰہَ رَبَّہٗ وَلَا یَبْخَسْ مِنْہُ شَیْئًا“

”اور اللہ سے ڈرے، جو اس کا رب ہے، اور اس میں کچھ کم نہ کرے“

یعنی اللہ تعالیٰ سے جو اس کا رب ہے، ڈرے، اور حق کے لکھوانے میں ذرہ برابر کمی نہ کرے، اور معاملات میں کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس شخص پر حق عائد ہو وہ کمزور عقل یا بہت بوڑھا یا نابالغ بچہ یا گونگا وغیرہ ہو، یا کوئی دوسری زبان بولنے والا ہو، جس کو کاتب نہیں سمجھتا، اس لیے دستاویز لکھوانے پر اس کو قدرت نہیں ہوتی، اس لیے اس کے بعد فرمایا کہ اگر ایسی صورت پیش آئے تو ان کی طرف سے ان کا ولی لکھوا دے۔

مجنون اور نابالغ کی طرف سے تو ولی کا ہونا ظاہر ہے کہ ان کے سارے معاملات ولی ہی کے ذریعہ انجام پایا کرتے ہیں، اور گونگے یا دوسری زبان بولنے والے کا ولی بھی یہ کام کر سکتا ہے اور اگر وہ کسی کو اپنا وکیل بنا دے، تو وہ بھی ولی کے قائم مقام ہو سکتا ہے، قرآن مجید میں اس جگہ ”ولی“ کا لفظ دونوں معنیٰ کو شامل ہے۔

اس کے بعد یہ بتلایا گیا کہ:

”وَاسْتَشْہِدُوْا شَہِیْدَیْنِ مِنْ رِّجَالِکُمْ“ ”اور گواہ بنا لیا کرو دو، اپنے مردوں میں سے“

یعنی اُدھار کے معاملے کی صرف تحریر کو کافی نہ سمجھیں، بلکہ اس پر گواہ بھی بنالیں کہ اگر کسی وقت باہمی نزاع پیش آ جائے، تو ان گواہوں کی گواہی سے فیصلہ ہو سکے۔

یہی وجہ ہے کہ آج کل کی عام عدالتوں کا بھی یہی دستور ہے کہ تحریر پر زبانی تصدیق وشہادت کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کیا جاتا۔

اس کے بعد شہادت وگواہی کے چند اہم اصول بتلائے گئے۔

”فَاِنْ لَّمْ یَكُوْنَا رَجُلَیْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰی“

”پھر اگر دو مرد نہ ہوں، تو ایک مرد اور دو عورتیں (گواہ بنالیا کرو) جن سے تم راضی ہو، ان گواہوں میں سے، تاکہ اگر ان میں سے ایک (عورت) بھول جائے، تو یاد دلا دے اس کو دوسری (عورت)“

اس سے معلوم ہوا کہ اس قسم کے معاملہ پر گواہ دو معتبر مسلمان مرد یا ایک مسلمان مرد اور دو مسلمان عورتوں کا ہونا ضروری ہے، نابالغ وناسمجھ بچہ یا غیر مسلم یا ایک اکیلا مرد، یا صرف دو عورتیں، اور اسی طرح فاسق شخص عام معاملات کی گواہی کے لیے کافی نہیں، غیر مسلم اور فاسق پر جھوٹ کا امکان زیادہ ہے، اور نابالغ وغیر سمجھدار معاملہ کو نہیں سمجھتا، اور عورتوں میں ناقص العقل اور حافظہ کے کمزور ہونے کی وجہ سے بھول چوک کا امکان زیادہ ہے۔

اس کے بعد لوگوں کو یہ ہدایت کی گئی کہ:

”وَلَا یَاْبَ الشُّهَدَاءُ اِذَا مَا دُعُوْا“ ”اور نہ انکار کریں گواہ، جب بلایا جائے ان کو“

مطلب یہ ہے کہ جب کسی کو معاملہ میں گواہ بنانے کے لیے بلایا جائے، تو وہ اس سے انکار نہ کرے، کیونکہ شہادت اور گواہی حقوق کو قائم رکھنے اور جھگڑے سے حفاظت کا ذریعہ ہے، اس لیے اس کو اہم انسانی خدمت سمجھ کر تکلیف برداشت کرنا چاہیے۔

اس کے بعد پھر ادھار کے معاملہ کی دستاویز لکھنے کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا کہ:

”وَلَا تَسْــئَـمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِیْرًا اَوْ كَبِیْرًا اِلٰٓی اَجَلِهٖ.“

”اور نہ سستی کیا کرو تم، اس بات میں کہ لکھو تم اس کو، چھوٹا (معاملہ) ہو، یا بڑا، اس کی معیاد تک“

مطلب یہ ہے کہ معاملہ چھوٹا ہو، یا بڑا سب کو لکھنا چاہیے، اس میں اکتانا نہیں چاہیے، کیونکہ معاملات کا لکھ لینا، انصاف کو قائم رکھنے، اور شک وشبہ سے بچنے کے لیے بہترین ذریعہ ہے، ہاں اگر کوئی معاملہ دست بدست یعنی نقدی ہو، ادھار نہ ہو، اس کو اگر نہ لکھیں، تب بھی کچھ حرج نہیں، مگر اتنا اس میں بھی کیا جائے کہ معاملہ پر گواہ بنالیں کہ شاید کسی وقت فریقین میں کوئی نزاع واختلاف پیش آ جائے، مثلاً فروخت کرنے والا کہے کہ قیمت وصول نہیں ہوئی، یا خریدنے والا کہے کہ مجھے خریدشدہ چیز پوری وصول نہیں ہوئی، تو اس جھگڑے کے فیصلہ میں گواہی کام آئے گی۔

آیت کے شروع میں لکھنے والوں کو یہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ لکھنے یا گواہ بننے سے انکار نہ کریں، لیکن اس کے بعد یہاں یہ احتمال تھا کہ لوگ ان کو پریشان کریں گے، اس لیے آخر آیت میں فرمایا کہ:

”وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ “”اور نہ ضرر پہنچایا جائے لکھنے والے کو، اور نہ گواہ کو“

یعنی ایسا نہ کریں کہ اپنی مصلحت اور فائدہ کے لیے لکھنے والے یا گواہ کی مصلحت اور فائدہ میں خلل ڈالیں۔

پھر فرمایا کہ:

”وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌ بِكُمْ“

”اور اگر ایسا کیا تم نے، تو یہ گناہ ہوگا تمہارے لیے، اور ڈرو تم اللہ سے“

یعنی اگر تم نے لکھنے والے یا گواہ کو نقصان پہنچایا، تو اس میں تم کو گناہ ہوگا، اس سے معلوم ہوا کہ لکھنے والے یا گواہ کو نقصان پہنچانا گناہ ہے، اسی لیے فقہاء نے فرمایا کہ اگر لکھنے والا اپنے لکھنے کی مزدوری مانگے، یا گواہ اپنی آمدورفت کا ضروری خرچ طلب کرے، تو یہ اس کا حق ہے، اس کو ادا نہ کرنا بھی اس کو نقصان پہنچانے میں داخل ہے۔

اسلام نے اپنے نظامِ عدالت میں جس طرح گواہ کو گواہی دینے پر مجبور کیا ہے اور گواہی چھپانے کو سخت گناہ قرار دیا ہے، اس طرح اس کا بھی انتظام کیا کہ لوگ گواہی سے بچنے پر مجبور نہ ہو جائیں اسی دوطرفہ احتیاط کا یہ اثر تھا کہ ہر معاملہ میں سچے، بے غرض گواہ مل جاتے اور فیصلے جلد اور آسان حق

کے مطابق ہو جاتے، آج کی دنیا نے اس قرآنی اصول کو نظر انداز کر دیا، جس کی وجہ سے نظامِ عدالت برباد ہوگیا، واقعہ کے اصلی اور سچے گواہوں کا ملنا مشکل ہوگیا، ہر شخص گواہی سے جان چرانے پر مجبور ہوگیا، جس کی یہ وجہ ہے کہ جس کا نام گواہی میں آ گیا، اگر معاملہ پولیس اور فوجداری کا ہے، تو روز وقت بے وقت تھانیدار صاحب اس کو بلا بھیجتے ہیں اور بعض اوقات گھنٹوں بٹھائے رکھتے ہیں، دیوانی عدالتوں میں بھی گواہ کے ساتھ ایسا معاملہ کیا جاتا ہے، جیسے یہ کوئی مجرم ہے، پھر روز روز مقدمہ کی پیشیاں بدلتی ہیں، تاریخیں لگتی ہیں، گواہ بیچارہ اپنا کاروبار اور مزدوری اور ضروریات چھوڑ کر آنے پر مجبور ہے، ورنہ وارنٹ کے ذریعہ گرفتار کیا جاتا ہے، اس لیے کوئی شریف آدمی کسی معاملہ کا گواہ بننا، اپنے لیے ایک عذاب سمجھنے اور اس سے بچنے پر مجبور کر دیا گیا، صرف پیشہ ور گواہ ملتے ہیں، جن کے ہاں، جھوٹ سچ میں کوئی امتیاز نہیں ہوتا۔

قرآن مجید نے ان بنیادی ضروریات کو اہمیت کے ساتھ بتلا کر ان تمام خرابیوں کا انسداد فرمایا۔

چنانچہ آیت کے آخر میں ارشاد فرمایا کہ:

”وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۖ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ۗ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ۔“

”اور ڈرو تم اللہ سے، اور تعلیم دیتا ہے تم کو اللہ، اور اللہ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے“

اس آیت میں بہت سے احکام آئے ہیں، بعض فقہاء نے اس آیت سے بیس اہم فقہی مسائل نکالے ہیں، اور قرآن مجید کی عام عادت ہے کہ قانون بیان کرنے سے آگے اور پیچھے خوفِ الٰہی دلا کر لوگوں کے ذہنوں کو تعمیلِ حکم کے لیے آمادہ کرتا ہے، اسی طریقہ کے مطابق اس آیت کا خاتمہ خوف الٰہی پر کیا، اور یہ بتلایا کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں، اگر تم کسی ناجائز حیلہ سے بھی کوئی خلاف ورزی کرو گے، تو اللہ کو دھوکہ نہیں دے سکتے۔

دوسری آیت میں دو اہم مضمون بیان فرمائے گئے۔ ایک یہ کہ ادھار کے معاملہ میں اگر کوئی سفر میں ہو، جہاں لکھنے والا نہ ملے، یا ویسے ہی کوئی یہ چاہے کہ اعتماد کے لیے کوئی چیز رہن یعنی گروی رکھ لے، تو اس کی بھی اجازت ہے، مگر اس میں لفظِ ”مقبوضة“ سے اس طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ رہن والی چیز پر قبضہ دے دیا جائے۔

www.idaraghufran.org

جو چیز ’’رہن‘‘ رکھی جائے، حنفیہ کے نزدیک اس سے ’’رہن‘‘ رکھنے والے کو فائدہ اٹھانا درست نہیں، بلکہ صرف اتنا حق ہے کہ اپنے قرض وصول ہونے تک اس کی چیز پر اپنا قبضہ رکھے، اور جو اس سے فائدہ حاصل ہو، وہ اس چیز کے مالک کا حق ہے۔

جبکہ دیگر فقہائے کرام، بعض صورتوں میں اس کے جائز ہونے کے قائل ہیں، جس کی تفصیل کتبِ فقہ میں مذکور ہے۔ [1]

---

[1] اختلف الفقهاء فی جواز الانتفاع بالمرهون، وفیمن له ذلک.

فذهب الحنفية إلى أنه ليس للراهن ولا للمرتهن الانتفاع بالمرهون مطلقا، لا بالسكنى ولا بالركوب، ولا غيرهما، إلا بإذن الآخر، وفي قول عندهم: لا يجوز الانتفاع للمرتهن ولو بإذن الراهن؛ لأنه ربا، وفي قول: إن شرطه فی العقد كان ربا، وإلا جاز انتفاعه بإذن الراهن .

وقال المالكية: غلات المرهون للراهن، وينوب فی تحصيلها المرتهن، حتى لا تجول يد الراهن فی المرهون، ويجوز للمرتهن الانتفاع بالمرهون بشروط هی:

1- أن يشترط ذلک فی صلب العقد.

2- وأن تكون المدة معينة.

3- ألا يكون المرهون به دين قرض.

فإن لم يشرط فی العقد وأباح له الراهن الانتفاع به مجانا لم يجز؛ لأنه هدية مديان، وهی غير جائزة، وكذا إن شرط مطلقا ولم يعين مدة للجهالة، أو كان المرهون به دين قرض، لأنه سلف جر نفعا .

وفرق الحنابلة بين المرهون المركوب أو المحلوب وبين غيرهما، وقالوا: إن كان المرهون غير مركوب أو محلوب، فليس للمرتهن ولا للراهن الانتفاع به إلا بإذن الآخر.

أما المرتهن فلأن المرهون ونمائه ومنافعه ملک للراهن، فليس لغيره أخذها بدون إذنه، وأما الراهن فلأنه لا ينفرد بالحق، فلا يجوز له الانتفاع إلا بإذن المرتهن.

فإن أذن المرتهن للراهن بالانتفاع بالمرهون جاز، وكذا إن أذن الراهن للمرتهن بشرط:

1- أن لا يكون المرهون به دين قرض.

2- وأن لا يأذن بغير عوض، فإن أذن الراهن للمرتهن بالانتفاع بغير عوض، وكان المرهون به دين قرض، فلا يجوز له الانتفاع به؛ لأنه قرض جر نفعا، وهو حرام، أما إن كان المرهون بثمن مبيع أو أجرة دار، أو دين غير القرض جاز للمرتهن الانتفاع بإذن الراهن، وكذا إن كان الانتفاع بعوض، كأن يستأجر الدار المرهونة من الراهن بأجرة مثلها فی غير محاباة؛ لأنه لم ينتفع بالقرض بل بالإجارة، وإن شرط فی صلب العقد أن ينتفع بها المرتهن فالشرط فاسد؛ لأنه ينافی مقتضى العقد.

أما المركوب، والمحلوب، فللمرتهن أن ينفق عليه، ويركب، ويحلب بقدر نفقته متحريا العدل – من غير استئذان من الراهن بالإنفاق، أو الانتفاع – سواء تعذر إنفاق الراهن أم لم يتعذر .واستدلوا بحديث الظهر يركب بنفقته إذا كان مرهونا، ولبن الدر يشرب بنفقته إذا كان مرهونا، وعلى الذی يركب ويشرب النفقة .

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

مذکورہ آیت میں دوسرا مضمون یہ ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو کسی نزاعی واختلافی معاملہ کا صحیح علم ہو، وہ شہادت وگواہی کو نہ چھپائے اور اگر اس نے چھپایا، تو اس کا دل گناہ گار ہے، دل کو اس لیے گناہ گار فرمایا کہ کوئی شخص اس کو خالی زبان ہی کا گناہ نہ سمجھے، کیونکہ اول ارادہ تو دل ہی سے ہوا ہے، اس لیے اول گناہ دل ہی کا ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقالوا: إن قوله صلى الله عليه وسلم: بنفقته يشير إلى الانتفاع بعوض النفقة، ويكون هذا فى حق المرتهن، أما الراهن فإنفاقه وانتفاعه ليسا بسبب الركوب وشرب الدر، بل بسبب الملك .فإن لم يتفقا على الانتفاع بالعين المرهونة فى غيرهما لم يجز الانتفاع بها، فإن كان دارا أغلقت، وإن كانت حيوانا تعطلت منافعه حتى يفك الرهن .

وقال الشافعية: ليس للمرتهن فى المرهون إلا حق الاستيثاق فيمنع من كل تصرف أو انتفاع بالعين المرهونة، أما الراهن فله عليها كل انتفاع لا ينقص القيمة كالركوب ودر اللبون، والسكنى والاستخدام، لحديث: الظهر يركب بنفقته إذا كان مرهونا، وحديث: الرهن مركوب ومحلوب.

وقيس على ذلك ما أشبهه من الانتفاعات.

أما ما ينقص القيمة كالبناء على الأرض المرهونة والغرس فيها فلا يجوز له إلا بإذن المرتهن؛ لأن الرغبة تقل بذلك عند البيع (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٢٣ ص١٨٣، ١٨٤، مادة "رهن")

Awami Poultry
Hole sale center
پروپرائیٹر: پرویز اعوان
عوامی پولٹری ہول سیل سینٹر
ہمارے ہاں مرغی کا مکمل سپیئر پارٹس دستیاب ہے، مثلاً گردن، پوٹا کلیجی،
وینگ، لیگ پیس اور بون لیس وغیرہ دستیاب ہیں
تھوک و پرچون ہول سیل ڈیلر
نیز شادی بیاہ میں مال منڈی ریٹ پر دستیاب ہے
مین روڈ، رتہ امرال، راولپنڈی 0336-5478516 0321-5055398

جلد 1
علمی و تحقیقی رسائل

(1)...معینُ المفتی
(2)...رَفْعُ التَّشْکِیْکِ عَنْ حِیْلَۃِ التَّمْلِیْکِ
(3)...غیر حنفی کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا حکم
(4)...اَلْمَشَاکِلُ الْحَاضِرَۃُ فِیْ حُرْمَۃِ الْمُصَاھَرَۃِ
(5)...تحقیق طلاق بالکتابۃ والاکراہ
(6)...مجنوں، غضبان اور سکران کی طلاق

مصنّف
مفتی محمد رضوان

جلد 2
علمی و تحقیقی رسائل

(1)...صبح صادق وکاذب اور وقتِ عشاء کی تحقیق
(2)...کشفُ الغطاء عن وقت الفجر والعشاء
(3)...اشکالیات فلکیة وفقهیة حول تحدید مواقیت الصلاة.
(4)...کیفیةُ التحقق من صحة مواقیت الصلاة فی التقاویم.

مصنّف
مفتی محمد رضوان

جلد 3
علمی و تحقیقی رسائل

(1)...النظر والفکر فی مبدء السفر والقصر
(2)...بِدَایَۃُ السَّفَرِ وَالْقَصْرِ فِیْ حَالَۃِ الْحَضَرِ وَالْمِصْرِ
(3)...منعُ مبدءِ السفر قبل مبدءِ القصر
(4)...جڑواں شہروں (Twin cities) میں سفر وقصر کا حکم
(5)...محرَم کے بغیر سفر کا حکم

مصنّف
مفتی محمد رضوان

جلد 4
علمی و تحقیقی رسائل

(1)...خوارج سے متعلق احادیث کی تحقیق
(2)...کفار کے مخاطب بالفروع ہونے کا حکم
(3)...غیرُ اللہ کی نذر و نیاز و ذبح کا حکم
(4)...رؤیتِ باری تعالیٰ
(5)...قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنے کا حکم
(6)...خواب میں زیارتِ نبوی ﷺ کا حکم
(7)...محفلِ حُسنِ قراءت کا حکم

مصنّف
مفتی محمد رضوان

جلد 5
علمی و تحقیقی رسائل

(1)...پاکستان کی موجودہ رؤیتِ ہلال کمیٹی کی شرعی حیثیت
(2)...مقدس اوراق کا حکم
(3)...قرآن مجید کو بغیر وضو چھونے کا حکم
(4)...خیرُ بِقاعِ الارض کی تحقیق (یعنی شرعاً افضل ترین قطعۂ زمین کون سا ہے؟)

مصنّف
مفتی محمد رضوان

جلد 6
علمی و تحقیقی رسائل

(1)...مجالسِ ذکر اور اجتماعی ذکر
(2)...جمعہ کے دن دُرود پڑھنے کی تحقیق

مصنّف
مفتی محمد رضوان

جلد 7
علمی و تحقیقی رسائل

متبرک مقامات و آثار کے فضائل و احکام سے متعلق
13 علمی، فقہی و تحقیقی رسائل کا مجموعہ

مصنّف
مفتی محمد رضوان

جلد 8
علمی و تحقیقی رسائل

(1)...اجتہادی اختلاف اور باہمی تعصب
(2)...تفرّد کی حقیقت

مصنّف
مفتی محمد رضوان

جلد 9
علمی و تحقیقی رسائل

(1)...تمباکو نوشی کے احکام
(2)...ضرورت و حاجت اور استقراض بالربح کی تحقیق
(3)...حمد و نعت اور اس کی شرائط
(4)...نام رکھنے کے عربی قواعد
(5)...انگور، کھجور و دیگر اشیاء کے نبیذ اور جوس وغیرہ کی تحقیق
(6)...بالوں میں وصل کی تحقیق
(7)...دَف کی تحقیق

مصنّف
مفتی محمد رضوان

جلد 10
علمی و تحقیقی رسائل

(1)...پانی و ڈھیلے سے استنجاء کی تحقیق
(2)...نیند سے وضو ٹوٹنے کی تحقیق
(3)...حرمت و نجاست سے متعلق اصول
(4)...تحقیق مسحِ رقبة
(5)...نماز کے وقت سوتے رہ جانا اور طلوع وغروب کے وقت نماز پڑھنا
(6)...نماز میں ہاتھ باندھنے کا طریقہ
(7)...خواتین کی امامت و جماعت کا شرعی حکم
(8)...بوقتِ خطبہ آنے والے کو تحیۃ المسجد کا شرعی حکم
(9)...صلاۃُ التسبیح سے متعلق احادیث و روایات کی تحقیق

مصنّف
مفتی محمد رضوان

(بسلسلہ اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام)　(اضافہ واصلاح شدہ جدید ایڈیشن)

ماہِ ربیعُ الاوّل
کے
فضائل و احکام
(وحقوقُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

قرآن وسنت کی روشنی میں اسلامی سال کے تیسرے مہینے ''ربیع الاول'' سے متعلق فضائل ومسائل، احکامات وہدایات، منکرات ورسومات اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کی تفصیل وتشریح

مؤلف
مفتی محمد رضوان خان

اصلاح شدہ ایڈیشن

پیارے بچّو

چھوٹے بچوں اور بچیوں کے لئے اسلامی باتیں
دلچسپ کہانیاں، مفید قصّے، سچّے واقعات
بچپن کی زندگی گزارنے کے آداب اور کھیلنے کودنے کے اچھے طریقوں پر مشتمل
مختلف ومتفرق دلچسپ مضامین کا مجموعہ

مصنّف
مفتی محمد رضوان

ملنے کا پتہ

کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی
فون: 051-5507270

www.idaraghufran.org

درسِ حدیث
مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

عذابِ قبر کے اسباب اور اس میں مبتلا اشخاص (قسط2)

نماز، روزہ وغیرہ اعمال نہ ہونے پر قبر کا عذاب

بعض احادیث میں اس بات کی صراحت بھی ہے کہ مومن بندہ کے نیک اعمال، اس کی قبر میں عذاب سے حفاظت کا ذریعہ بن جاتے ہیں، اوران کے نہ ہونے پر عذابِ قبر کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الْمَيِّتَ إِذَا وُضِعَ فِيْ قَبْرِهٖ إِنَّهٗ يَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِهِمْ حِيْنَ يُوَلُّوْنَ عَنْهُ فَإِنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَانَتِ الصَّلَاةُ عِنْدَ رَأْسِهٖ وَكَانَ الصِّيَامُ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَكَانَتِ الزَّكَاةُ عَنْ شِمَالِهٖ وَكَانَ فِعْلُ الْخَيْرَاتِ مِنَ الصَّدَقَةِ وَالصِّلَةِ وَالْمَعْرُوْفِ وَالْإِحْسَانِ إِلَى النَّاسِ عِنْدَ رِجْلَيْهِ فَيُؤْتٰى مِنْ قِبَلِ رَأْسِهٖ فَتَقُوْلُ الصَّلَاةُ: مَا قِبَلِيْ مَدْخَلٌ ثُمَّ يُؤْتٰى عَنْ يَّمِيْنِهٖ فَيَقُوْلُ الصِّيَامُ: مَا قِبَلِيْ مَدْخَلٌ ثُمَّ يُؤْتٰى عَنْ يَّسَارِهٖ فَتَقُوْلُ الزَّكَاةُ: مَا قِبَلِيْ مَدْخَلٌ ثُمَّ يُؤْتٰى مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْهِ فَتَقُوْلُ فِعْلُ الْخَيْرَاتِ مِنَ الصَّدَقَةِ وَالصِّلَةِ وَالْمَعْرُوْفِ وَالْإِحْسَانِ إِلَى النَّاسِ: مَا قِبَلِيْ مَدْخَلٌ.

فَيُقَالُ لَهٗ: اِجْلِسْ فَيَجْلِسُ وَقَدْ مُثِّلَتْ لَهُ الشَّمْسُ وَقَدْ أُدْنِيَتْ لِلْغُرُوْبِ فَيُقَالُ لَهٗ: أَرَأَيْتَكَ هٰذَا الرَّجُلَ الَّذِيْ كَانَ فِيْكُمْ مَا تَقُوْلُ فِيْهِ وَمَاذَا تَشْهَدُ بِهٖ عَلَيْهِ؟ فَيَقُوْلُ: دَعُوْنِيْ حَتّٰى أُصَلِّيَ فَيَقُوْلُوْنَ: إِنَّكَ سَتَفْعَلُ أَخْبِرْنِيْ عَمَّا نَسْأَلُكَ عَنْهُ أَرَأَيْتَكَ هٰذَا الرَّجُلَ الَّذِيْ كَانَ فِيْكُمْ مَا تَقُوْلُ فِيْهِ وَمَاذَا تَشْهَدُ عَلَيْهِ؟ قَالَ فَيَقُوْلُ: مُحَمَّدٌ أَشْهَدُ أَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَأَنَّهٗ جَاءَ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ فَيُقَالُ لَهٗ: عَلٰى ذٰلِكَ حَيِيْتَ وَعَلٰى ذٰلِكَ

www.idaraghufran.org

مِتَّ وَعَلٰی ذٰلِکَ تُبْعَثُ إِنْ شَاءَ اللّٰہُ ثُمَّ یُفْتَحُ لَہٗ بَابٌ مِّنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَیُقَالُ لَہٗ: ھٰذَا مَقْعَدُکَ مِنْھَا وَمَا أَعَدَّ اللّٰہُ لَکَ فِیْھَا فَیَزْدَادُ غِبْطَةً وَسُرُوْرًا ثُمَّ یُفْتَحُ لَہٗ بَابٌ مِّنْ أَبْوَابِ النَّارِ فَیُقَالُ لَہٗ ھٰذَا مَقْعَدُکَ مِنْھَا وَمَا أَعَدَّ اللّٰہُ لَکَ فِیْھَا لَوْ عَصَیْتَہٗ فَیَزْدَادُ غِبْطَةً وَّسُرُوْرًا ثُمَّ یُفْسَحُ لَہٗ فِیْ قَبْرِہٖ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا وَیُنَوَّرُ لَہٗ فِیْہِ ،وَیُعَادُ الْجَسَدُ لِمَا بَدَأَ مِنْہُ فَتُجْعَلُ نَسَمَتُہٗ فِی النَّسَمِ الطَّیِّبِ وَھِیَ طَیْرٌ یُعَلَّقُ فِیْ شَجَرِ الْجَنَّةِ قَالَ: فَذٰلِکَ قَوْلُہٗ تَعَالٰی: (یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیَاةِ الدُّنْیَا وَفِی الْآخِرَةِ) إِلٰی آخِرِ الْآیَةِ قَالَ: وَإِنَّ الْکَافِرَ إِذَا أُتِیَ مِنْ قِبَلِ رَأْسِہٖ لَمْ یُوْجَدْ شَیْءٌ ثُمَّ أُتِیَ عَنْ یَمِیْنِہٖ فَلَا یُوْجَدُ شَیْءٌ ثُمَّ أُتِیَ عَنْ شِمَالِہٖ فَلَا یُوْجَدُ شَیْءٌ ثُمَّ أُتِیَ مِنْ قِبَلِ رِجْلَیْہِ فَلَا یُوْجَدُ شَیْءٌ فَیُقَالُ لَہٗ: اِجْلِسْ فَیَجْلِسُ خَائِفًا مَرْعُوْبًا فَیُقَالُ لَہٗ: أَرَأَیْتَکَ ھٰذَا الرَّجُلَ الَّذِیْ کَانَ فِیْکُمْ مَاذَا تَقُوْلُ فِیْہِ؟ وَمَاذَا تَشْھَدُ بِہٖ عَلَیْہِ؟ فَیَقُوْلُ: أَیُّ رَجُلٍ؟ فَیُقَالُ: اَلَّذِیْ کَانَ فِیْکُمْ فَلَا یَھْتَدِیْ لِاسْمِہٖ حَتّٰی یُقَالَ لَہٗ: مُحَمَّدٌ فَیَقُوْلُ: مَا أَدْرِیْ سَمِعْتُ النَّاسَ قَالُوْا قَوْلًا فَقُلْتُ کَمَا قَالَ النَّاسُ، فَیُقَالُ لَہٗ: عَلٰی ذٰلِکَ حَیِیْتَ وَعَلٰی ذٰلِکَ مِتَّ وَعَلٰی ذٰلِکَ تُبْعَثُ إِنْ شَاءَ اللّٰہُ ثُمَّ یُفْتَحُ لَہٗ بَابٌ مِّنْ أَبْوَابِ النَّارِ فَیُقَالُ لَہٗ: ھٰذَا مَقْعَدُکَ مِنَ النَّارِ وَمَا أَعَدَّ اللّٰہُ لَکَ فِیْھَا فَیَزْدَادُ حَسْرَةً وَّثُبُوْرًا ثُمَّ یُفْتَحُ لَہٗ بَابٌ مِّنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَیُقَالُ لَہٗ: ذٰلِکَ مَقْعَدُکَ مِنَ الْجَنَّةِ وَمَا أَعَدَّ اللّٰہُ لَکَ فِیْہِ لَوْ أَطَعْتَہٗ فَیَزْدَادُ حَسْرَةً وَّثُبُوْرًا ثُمَّ یُضَیَّقُ عَلَیْہِ قَبْرُہٗ حَتّٰی تَخْتَلِفَ فِیْہِ أَضْلَاعُہٗ فَتِلْکَ الْمَعِیْشَةُ الضَّنْکَةُ الَّتِیْ قَالَ اللّٰہُ: (فَإِنَّ لَہٗ مَعِیْشَةً ضَنْکًا وَّنَحْشُرُہٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ أَعْمٰی) (صحیح ابن حبان،رقم الحدیث ۳۱۱۳) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مُردہ کو جب اس کی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے،تو وہ

---

[1] قال شعیب الارنؤوط:إسناده حسن(حاشیة ابن حبان)

www.idaraghufran.org

لوگوں کے (تدفین سے فارغ ہوکر) لوٹتے ہوئے جوتوں کی آواز کو سنتا ہے، پھر اگر وہ مومن (صالح) ہوتا ہے، تو نماز اس کے سر کی طرف اور روزے اس کی دائیں طرف اور زکاۃ اس کی بائیں طرف، اور صدقہ اور (رشتہ داروں سے) صلہ رحمی اور نیک سلوک اور لوگوں کے ساتھ احسان کرنے کا عمل، اس کے پیروں کی طرف آجاتا ہے، پھر جب اس کے سر کی طرف سے کوئی چیز آتی ہے، تو نماز کہتی ہے کہ میرے سامنے سے کوئی راستہ نہیں ہے، پھر جب اس کی دائیں طرف سے کوئی چیز آتی ہے، تو روزے کہتے ہیں کہ میری طرف سے کوئی راستہ نہیں ہے، پھر جب اس کی بائیں طرف سے کوئی چیز آتی ہے، تو زکاۃ کہتی ہے کہ میری طرف سے کوئی راستہ نہیں، پھر جب اس کے پیروں کی طرف سے کوئی چیز آتی ہے، تو صدقہ اور (رشتہ داروں سے) صلہ رحمی اور نیک سلوک اور لوگوں کے ساتھ احسان کرنے کا عمل کہتا ہے کہ میری طرف سے کوئی راستہ نہیں ہے، پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ تو بیٹھ جا، تو وہ بیٹھ جاتا ہے، اور اس کو سورج غروب ہونے کے مثل (منظر) محسوس ہوتا ہے، پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ تیرا اس آدمی کے بارے میں کیا عقیدہ ہے، جو تمہارے درمیان میں (مبعوث کیا گیا) تھا؟ تُو ان کے بارے میں کیا کہتا ہے، اور تُو ان کے بارے میں کس چیز کی گواہی دیتا ہے؟ تو وہ جواب میں کہتا ہے کہ تم مجھے چھوڑ دو، یہاں تک کہ میں نماز پڑھ لوں، تو وہ کہنے والے (فرشتے) کہتے ہیں کہ بے شک تو عنقریب یہ عمل کرلے گا، ہمیں اس چیز کے بارے میں بتاؤ، جس کے بارے میں ہم تجھ سے سوال کررہے ہیں، تیرا اس آدمی کے بارے میں کیا عقیدہ ہے، جو تمہارے درمیان میں (مبعوث کیا گیا) تھا؟ تُو ان کے بارے میں کیا کہتا ہے، اور تُو ان کے بارے میں کس چیز کی گواہی دیتا ہے؟ تو وہ جواب میں کہتا ہے کہ یہ محمد ہیں، جن کے بارے میں، میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے رسول ہیں، اور اللہ کے پاس سے حق لے کر آئے (جس میں قبر کی اس حالت کا بھی ذکر تھا) پھر اس کو کہا جاتا ہے کہ تُو اسی عقیدہ پر زندہ تھا، اور اسی پر تُو فوت ہوا، اور اسی پر تجھے ان شاء اللہ اٹھایا جائے گا، پھر اس کے لئے جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے، پھر اس کو کہا جاتا

ہے کہ یہ جنت میں تیرا ٹھکانہ ہے، اور اس میں وہ چیزیں ہیں، جس کو اللہ نے تیرے لئے تیار کررکھا ہے، پھر اس کے رشک اور خوشی میں اضافہ ہوجاتا ہے، پھر اس کے لئے جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھولا جاتا ہے، پھر اس کو کہا جاتا ہے کہ اگر تُو اس (یعنی، اللہ) کی نافرمانی کرتا، تو یہ تیرا اس جہنم میں ٹھکانہ تھا، اور اس میں جو کچھ اللہ نے تیار کررکھا تھا، پھر اس کے رشک اور خوشی میں اور اضافہ ہوجاتا ہے، پھر اس کی قبر میں ستّر ہاتھ تک کشادگی کردی جاتی ہے، اور اس قبر میں اس کے لئے روشنی کردی جاتی ہے، اور اس کے جسم کو اس چیز کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے، جس سے وہ پیدا ہوا تھا، پھر اس کی روح کو پاکیزہ روحوں میں کردیا جاتا ہے، اور وہ پرندہ کی شکل میں ہوتی ہے، جو جنت کے درخت میں لٹکی ہوئی ہوتی ہے، اور یہی اللہ تعالیٰ کا (سورہ ابراہیم میں) قول ہے (جس کا ترجمہ یہ ہے کہ) اللہ مومنوں (کے دلوں) کو (صحیح اور) پکی بات سے دنیا کی زندگی میں بھی مضبوط رکھتا ہے اور آخرت (وقبر) میں بھی (مضبوط رکھے گا)

اور کافر کے جب سر کی طرف سے کوئی چیز آتی ہے، تو کوئی چیز رکاوٹ نہیں بنتی، پھر اس کی دائیں طرف سے آتی ہے، تو وہاں بھی کوئی چیز رکاوٹ نہیں بنتی، پھر اس کی بائیں طرف سے آتی ہے، تو وہاں بھی کوئی چیز رکاوٹ نہیں بنتی (یعنی اس کے نامۂ اعمال میں نماز، زکاۃ وغیرہ نہیں ہوتے، جو اس کی عذاب سے حفاظت کا ذریعہ بنیں) پھر اس کے پیروں کی طرف سے آتی ہے، تو وہاں بھی کوئی چیز رکاوٹ نہیں بنتی، پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ تو بیٹھ جا، پھر وہ خوف زدہ اور وحشت کی حالت میں بیٹھ جاتا ہے، پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ تیرا اس آدمی کے بارے میں کیا عقیدہ ہے، جو تمہارے درمیان میں (مبعوث کیا گیا) تھا، تُو ان کے بارے میں کیا کہتا ہے، اور تُو ان کے بارے میں کس چیز کی گواہی دیتا ہے؟ تو وہ جواب میں کہتا ہے کہ کون سا آدمی؟ اس کو جواب میں کہا جاتا ہے کہ جو تمہارے درمیان میں (مبعوث کیا گیا) تھا، تو اس کو نام بھی معلوم نہیں ہوتا، یہاں تک کہ اس سے کہا جاتا ہے کہ محمد، تو وہ جواب میں کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا،

www.idaraghufran.org

میں نے لوگوں سے ان کے بارے میں کچھ کہتا ہوا سنا تھا، تو میں نے بھی وہی کچھ کہا، جو لوگ کہتے تھے، پھر اس کو کہا جاتا ہے کہ تو اسی عقیدہ پر زندہ رہا، اور اسی پر فوت ہوا، اور اسی پر ان شاء اللہ اٹھایا جائے گا، پھر اس کے لئے جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے، پھر اس کو کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا جہنم میں ٹھکانہ ہے، اور جو کچھ اللہ نے تیرے لئے اس میں تیار کررکھا ہے، تو اس کی حسرت اور غم میں اضافہ ہوجاتا ہے، پھر اس کے لئے جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھولا جاتا ہے، پھر اس کو کہا جاتا ہے کہ اگر تو ان کا کہنا مانتا، تو تیرا جنت میں یہ ٹھکانہ تھا، اور جو کچھ اللہ نے تیرے لئے اس میں تیار کررکھا تھا، تو اس کی حسرت اور غم میں مزید اضافہ ہوجاتا ہے، پھر اس پر اس کی قبر کو تنگ کردیا جاتا ہے، یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں، تو یہی وہ تنگ زندگی ہے، جس کے بارے میں اللہ نے (سورہ طٰہٰ میں) فرمایا (جس کا ترجمہ یہ ہے) کہ بے شک اس کے لئے تنگ زندگی ہے، اور ہم اس کو قیامت کے دن اندھا کرکے اٹھائیں گے (ابنِ حبان)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مومن بندہ کے نیک اعمال بطورِ خاص، نماز، روزہ، زکاۃ وخیرات وغیرہ، عذابِ قبر سے حفاظت کا ذریعہ بنتے ہیں، اور یہ اعمال نہ ہونے کی صورت میں قبر کے عذاب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ :قَالَ " :إِذَا دَخَلَ الْإِنْسَانُ قَبْرَهُ، فَإِنْ كَانَ مُؤْمِنًا، أَحَفَّ بِهِ عَمَلُهُ، الصَّلَاةُ وَالصِّيَامُ ."قَالَ " :فَيَأْتِيهِ الْمَلَكُ مِنْ نَحْوِ الصَّلَاةِ، فَتَرُدُّهُ، وَمِنْ نَحْوِ الصِّيَامِ، فَيَرُدُّهُ ."قَالَ ": فَيُنَادِيهِ :اجْلِسْ ."قَالَ " :فَيَجْلِسُ، فَيَقُولُ لَهُ :مَاذَا تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ، يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ :مَنْ؟ قَالَ :مُحَمَّدٌ. قَالَ :أَنَا أَشْهَدُ أَنَّهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "قَالَ " :يَقُولُ: وَمَا يُدْرِيكَ؟ أَدْرَكْتَهُ؟ قَالَ :أَشْهَدُ أَنَّهُ رَسُولُ اللهِ ."قَالَ " :يَقُولُ:

عَلَى ذَلِكَ عِشْتَ، وَعَلَيْهِ مِتَّ، وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ ."قَالَ " :وَإِنْ كَانَ فَاجِرًا، أَوْ كَافِرًا "قَالَ " :جَاءَ الْمَلَكُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ شَيْءٌ يَرُدُّهُ ." قَالَ " :فَأَجْلَسَهُ ."قَالَ " :يَقُولُ :اجْلِسْ، مَاذَا تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ؟ قَالَ :أَيُّ رَجُلٍ؟ قَالَ :مُحَمَّدٌ ."قَالَ " :يَقُولُ :وَاللهِ مَا أَدْرِي، سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ شَيْئًا، فَقُلْتُهُ ."قَالَ " :فَيَقُولُ لَهُ الْمَلَكُ :عَلَى ذَلِكَ عِشْتَ، وَعَلَيْهِ مِتَّ، وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ ."قَالَ " :وَتُسَلَّطُ عَلَيْهِ دَابَّةٌ فِي قَبْرِهِ، مَعَهَا سَوْطٌ، ثَمَرَتُهُ جَمْرَةٌ مِثْلُ غَرْبِ الْبَعِيرِ، تَضْرِبُهُ مَا شَاءَ اللهُ، صَمَّاءُ لَا تَسْمَعُ صَوْتَهُ فَتَرْحَمَهُ (مسند الإمام أحمد بن حنبل، رقم الحديث ٢٦٩٧٦) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب انسان اپنی قبر میں چلا جاتا ہے،تو اگر مومن ہوتا ہے،تو اس کا عمل نماز، روزہ، اس کو گھیر لیتا ہے،فرشتہ اس کی نماز والی طرف سے آتا ہے،تو نماز اس کو روک دیتی ہے، اور فرشتہ روزہ والی طرف سے آتا ہے،تو روزہ اس کو روک دیتا ہے، پھر وہ اس کو آواز دیتا ہے کہ بیٹھ جاؤ، پھر وہ بیٹھ جاتا ہے، پھر فرشتہ اس کو کہتا ہے کہ اس آدمی کے بارے آپ کیا کہتے ہو؟ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں، وہ کون ہیں؟ یہ جواب میں کہتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں،فرشتہ کہتا ہے کہ آپ نے ان سے کیا پایا، وہ کہتا ہے کہ میں نے ان سے یہ پایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں، فرشتہ کہتا ہے کہ اسی پر آپ زندہ رہے، اسی پر آپ مرے، اور اسی پر آپ کو قیامت کے دن اٹھایا جائے گا۔

اور اگر وہ فاسق وفاجر یا کافر ہوتا ہے، تو فرشتہ آتا ہے، اور اس کے اور انسان کے درمیان کوئی عمل حائل نہیں ہوتا، پھر اس کو فرشتہ بٹھاتا ہے، اور کہتا ہے کہ بیٹھ جا، تو اس آدمی کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ وہ جواب میں کہتا ہے کہ کون سے آدمی کے بارے

---

[1] قال شعيب الارنؤوط:رجاله ثقات رجال الصحيح غير أن محمد بن المنكدر لم يذكروا له سماعاً من أسماء بنت أبي بكر، وهو قد أدركها(حاشية مسند احمد)

www.idaraghufran.org

میں، فرشتہ کہتا ہے کہ محمد کے بارے میں، وہ جواب میں کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا، میں نے لوگوں کو ان کے بارے میں کچھ کہتا ہوا سنا تھا، پس میں نے بھی کوئی بات کہہ دی تھی، اس کو فرشتہ کہتا ہے کہ اسی پر تو زندہ رہا، اور اسی پر تو مرا، اور اسی پر تجھے قیامت کے دن اٹھایا جائے گا، پھر اس کی قبر میں جانوروں کو مسلط کر دیا جاتا ہے، جن کے ساتھ کوڑے ہوتے ہیں، جن کے آگے، اونٹ کے پانی پینے والے برتن کی طرح (بڑا) آگ کا انگارا ہوتا ہے، وہ جتنا اللہ چاہتا ہے، اس کو مارتا ہے، اور وہ بہرا ہوتا ہے، جو اس کی آواز کو نہیں سنتا کہ اس پر رحم کر سکے (مسند احمد)

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ قبر میں نیک اعمال، عذاب سے حفاظت کا ذریعہ بنتے ہیں، اور نیک اعمال سے محرومی اور گناہ کا ارتکاب، عذابِ قبر کا ذریعہ بنتے ہیں۔

مذکورہ احادیث کی تائید اُن احادیث سے بھی ہوتی ہے، جن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں یا معراج میں چند بداعمالیوں کے مرتکبین کو عذاب میں مبتلا دیکھا، اور ان کا ذکر آگے آتا ہے۔

مقالات ومضامین

مفتی محمد رضوان

افادات وملفوظات

آج کل کے صوفیوں کا حلیہ

(19 ربیع الاول 1440 ہجری)

آج کل بعض صوفیاء اور علماء ایسے لباس کو بہت اہمیت دیتے ہیں، جن سے خواہ مخواہ دوسروں سے ممتاز نظر آئیں، اوران کو بزرگیت وصوفیت یا ولایت کی شہرت حاصل ہو۔

حکیمُ الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

آج کل کے صوفی ایسے ہیں کہ ریاء (یعنی دکھلاوے) سے بھی ان کو وحشت نہیں ہوتی، جو سراسر خلافِ تقویٰ ہے، تسبیح رکھیں گے، تو ایسی کہ اگر کسی کے ماریں، تو اچھی خاصی چوٹ لگے، لباس پہنیں گے، تو ایسا کہ دور ہی سے معلوم ہو جاوے کہ حضرت شاہ صاحب ہیں، گویا کہ شاہ صاحب کے لیے بھی وردی کی ضرورت ہے، بغیر وردی کے درویش نہیں (خطباتِ حکیم الامت، ج۹ ''فضائل صبر وشکر'' صفحہ ۳۷، وعظ ''الصبر'' مطبوعہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، تاریخِ اشاعت: 1409 ہجری)

اس سے معلوم ہوا کہ صوفیوں کا تکلف وتصنع پر مشتمل حلیہ اور وضع قطع بنانا ریاء کاری میں داخل ہے، لیکن حیرت ہے کہ ان تکلفات وتصنعات کو ہی آج کے دور میں تصوف سمجھا جانے لگا ہے، تصوف کے شعبہ میں بہت سے صوفیاء اسی قسم کی چیزوں پر زیادہ زور دیتے ہیں، اور اس چیز کو نظر انداز کر دیتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے نبیوں کی اصل سنت سادگی ہے۔

علماء کا چندہ کرنا

(20 ربیع الاول 1440 ہجری)

مدرسہ اور دینی کام کے لیے علماء کو از خود چندہ کرنا پسندیدہ عمل نہیں، خاص طور پر بعض کی طرف سے

جس طرح آج کل چندہ کیا جاتا ہے کہ مالداروں کے پاس جا کراوران کے سامنے ہاتھ اور کپڑے پھیلا کر، یہ علماء چندہ حاصل کرنے کی ذلت اٹھاتے ہیں، اس سے اہلِ علم کی بڑی ناقدری ہوتی ہے۔ جبکہ علماء کی عوام کی نظروں میں ناقدری بہت نقصان دہ ہے، جب علماء کا عوام کے دلوں میں احترام نہیں رہے گا، تو عوام نہ تو اپنی اولاد کو علمِ دین سکھلائیں گے، اور نہ ہی علماء کی بات کی ان کے دلوں میں قدر و قیمت رہے گی، جیسا کہ آج کل ہمارے معاشرہ میں حالت ہے، اور اس کا اہم سبب علماء کا عوام سے مذکورہ طریقے پر چندہ کرنا اور مانگنا ہے، جن میں بعض نام نہاد علماء کا طرزِ عمل تو بڑا ہی شرمناک ہے کہ وہ دوسرے کے پیچھے پڑ کر اس طرح چندہ مانگتے ہیں، جیسا کہ کوئی بھکاری ہو، اور اس طرزِ عمل کی وجہ سے عوام، ان سے دور بھاگنے اور چھپنے کی کوشش کرتی ہیں۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ .

ہمیں تو اس چیز سے بھی بڑی شرم آتی ہے کہ مساجد میں نماز سے فارغ ہو کر قبلہ رُو ہو کر سب لوگ اللہ سے مانگ رہے، اور دعاء کر رہے ہوں، اور عین اس حالت میں عوام کی طرف رُخ کر کے ان سے چندہ مانگنا شروع کر دیا جائے، پھر جس عاجزی اور لجاجت کے ساتھ وہ عوام سے چندہ کی اپیل کرتے ہیں، اور پھر مسجد کے دروازہ پر جا کر کپڑا اچھا کر بیٹھ جاتے ہیں، یہ سخت ذلت کی بات ہے، اگر اسی عاجزی کے انداز میں اللہ کے حضور تنہائی میں مانگیں، تو معلوم نہیں کہ اللہ، کتنا نوازے، مگر اس پر یقین و ایمان کی پختگی چاہیے۔

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمہ اللہ اپنے ایک وعظ میں فرماتے ہیں کہ:

علماء کو تو کسی کام کے لیے چندہ بھی نہ کرنا چاہیے، اے علماء! خدا کے لیے تم چندہ کرنا چھوڑ دو، تمہارے منہ سے تو چندہ کا لفظ اچھا لگتا ہی نہیں، بس تمہاری زبان سے یہ اچھا لگتا ہے:

” لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا “

”وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعَالَمِيْنَ “

میں تم سے اس تبلیغ پر مال نہیں مانگتا ہوں، اور نہ اس پر تم سے اجرت طلب کرتا ہوں،

میری اجرت تو اللہ ربُّ العالمین ہی کے ذمہ ہے۔

اس چندہ کی بدولت لوگ، علماء سے بھاگنے لگے، ان کی صورت سے بھی ڈرنے لگے۔

چنانچہ ایک سب جج صاحب جن کا لباس مولویانہ ہوتا تھا، کسی نئی جگہ بدل کر گئے، اور محض خوش اخلاقی کے سبب کسی رئیس (ومالدار) سے ملنے گئے، تو وہ ان کو دیکھ کر گھر میں گھس گئے، بعد میں نوکر نے اطلاع دی کہ سب جج صاحب آپ سے ملنے کو آئے ہیں، تب وہ باہر آئے، اور کہا معاف فرمایئے گا، میں آپ کے لباس سے یہ سمجھا تھا کہ کوئی مولوی صاحب چندہ مانگنے آئے ہیں۔

واقعی آج کل کوئی مولوی کسی رئیس (یعنی مالدار) سے ملنے جاتا ہے، تو اس کو اول یہ خیال آتا ہے کہ شاید چندہ کا سوال ہوگا، اس لیے میں کہتا ہوں کہ علماء یہ کام ہرگز نہ کریں، بلکہ رؤساء وعوام خود چندہ کریں، اور مولویوں سے دین کا کام لیں۔

مگر آج کل تو علماء کی مثال ڈوم (یعنی گانے بجانے والے) کے ہاتھی جیسی ہورہی ہے کہ اکبر (بادشاہ) نے ایک ڈوم کو انعام میں ہاتھی دے دیا تھا، وہ بڑا گھبرایا کہ اس کا خرچ میں کہاں سے لاؤں گا، آخر ایک دن اکبر کی سواری نکلنے والی تھی، آپ نے ہاتھی کے گلے میں ڈھول ڈال کر راستہ میں چھوڑ دیا، اکبر نے دیکھا کہ شاہی ہاتھی، گلے میں ڈھول ڈالے ہوئے پھر رہا ہے، پوچھا یہ کیا قصہ ہے؟ ڈوم کو بلایا گیا، کہ تم نے اس ہاتھی کے گلے میں ڈھول کیوں ڈالا ہے؟ کہا حضور! آپ نے مجھے ہاتھی تو دے دیا، اب میں اسے کھاتا پلاتا کہاں سے، میں نے اس سے کہا کہ بھائی میں تو گا بجا کر کھاتا ہوں، تو بھی گلے میں ڈھول ڈال کر گا بجا کر اپنا پیٹ بھر لے، اکبر (بادشاہ) ہنس پڑا، اور ڈوم کو اس کی امداد کے لیے بھی عطاء کیا۔

یہی حال آج کل مولویوں کا ہے کہ لوگوں نے ان کے گلے میں (چندہ کرنے کا) ڈھول ڈال دیا ہے کہ جاؤ گاؤ بجاؤ، اور روپیہ جمع کر کے خود ہی سب کام کرو۔

یاد رکھو! ایک جماعت سے دو کام نہیں ہوسکتے، کام کا طریقہ یہی ہے کہ روپیہ تم خود جمع

کرو، اور مولویوں سے صرف دین کا کام لو، بلکہ روپیہ جمع کرکے اپنے ہی پاس رکھو، علماء کو روپیہ دو بھی نہیں، کیونکہ آج کل بہت لوگ ایسے بھی ہیں، جو واقع میں مولوی نہیں تھے، مگر مولویوں میں جا گھسے تھے، انہوں نے مسلمانوں کے چندوں میں بہت خیانتیں کی ہیں، جس سے مولوی بدنام ہوگئے۔

اس لیے میری رائے یہ ہے کہ رؤسا اور مالدار لوگ چندہ کرکے اپنے ہی پاس رکھیں، مولویوں کو نہ دیں، کیونکہ اس سے علماء پر دھبہ آتا ہے، تو کیا آپ کو یہ گوارا ہے کہ آپ کے علماء بدنام ہوں، ہرگز نہیں، آپ کو تو چاہیے کہ اگر علماء چندہ کرنا بھی چاہیں، تو آپ ان کو خود روکیں کہ یہ کام آپ کے مناسب نہیں، یہ کام ہم خود کریں گے (خطباتِ حکیم الامت، ج ۲ ''علم وعمل'' صفحہ ۳۲۷ تا ۳۲۹، وعظ ''العلم والخشیۃ'' مطبوعہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان)

ایک اور مقام پر حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

میں مولویوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ روپیہ کا نام زبان پر نہ لاویں، اور روپیہ مانگنے سے قطعی احتراز (اور اجتناب) رکھیں، امراء روپیہ خود دیں گے، اور علماء اس سے دین کی خدمت کریں گے، جس قدر روپیہ سے بیزاری کی جائے گی، اسی قدر روپیہ ہمارے لیے موجود ہوگا (خطباتِ حکیم الامت، ج ۳ ''خیر الاعمال'' صفحہ ۲۱۸، وعظ ''دعاء'' مطبوعہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان)

حکیمُ الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے علماء کے لیے چندہ سے متعلق بڑی قیمتی بات فرمائی ہے، واقعی اب مالدار لوگ علماء کے حلیہ سے بھی گھبرانے لگے ہیں، اگر کوئی علماء کے حلیہ میں ان کے پاس کسی دوسرے کام سے بھی جائے، تو بھی یہی سمجھ کر اس سے گھبراتے ہیں کہ کوئی چندہ لینے والا آ گیا ہے، ظاہر ہے کہ علماء سے اس قدر وحشت اور گھبراہٹ کہ ان کی صورت سے بھی بھاگنے لگیں، یہ بڑی ذلت اور رسوائی کی بات ہے۔

علماء کو چاہیے کہ وہ استغناء اختیار کریں، استغناء کے ساتھ جتنا کام خلوص سے ہوجائے، اس کو

کریں، اور جتنے کام کے لیے ذلت ہو، اس کو ترک کردیں، عزت اور استغناء کے ساتھ تھوڑا کام بھی بڑی اہمیت اور وقعت رکھتا ہے۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ:

ملے خشک روٹی جو آزادہ کر وہ ہے خوف وذلت کے حلوے سے بہتر

ترکِ لذات اور تقرب الی اللہ

(21 ربیع الاول 1440 ہجری)

حکیمُ الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ، اپنے ملفوظات میں ایک مقام فرماتے ہیں کہ:

بعض بزرگوں نے ترکِ لذت کیا ہے، مگر محض معالجہ (اور علاج) کے طور پر۔

تقرب الی اللہ میں اس کو اصلاً دخل نہیں، تقرب، محض سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع سے پیدا ہوتا ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات معلوم ہیں کہ آپ بالقصد ترکِ لذات نہ فرماتے تھے۔

اور آج کل تو معالجہ کے طور پر بھی ترکِ لذات کرنا مناسب نہیں، کیونکہ قویٰ (اور اعضائے انسانی) بہت کمزور ہوگئے ہیں، بلکہ آج کل تو اگر حلال مال بلا انہماک اور غلو فی الطلب کے (یعنی طلب کرنے میں غلو کیے بغیر) مل جائے، تو خوب کھانا چاہیے، البتہ پھر اس کا حق ادا کرے کہ غفلت نہ رہے، ذکرُ اللہ اور طاعات میں مشغول رہے

(ملفوظاتِ حکیم الامت، ج ۲۴، مجالسِ حکیم الامت، ص ۳۳۳، مطبوعہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، تاریخِ اشاعت: 1422 ہجری)

حضرت حکیمُ الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ کی تصوف اور اصلاحِ نفس کے شعبے میں خدمات غیر معمولی اور آپ کا اس موضوع پر ملکہ بھی درجۂ کمال کو پہنچا ہوا ہے، لیکن اس کے باوجود، آپ کے مذکورہ ملفوظ سے معلوم ہوا کہ آج کل بعض صوفیائے کرام جو ترکِ لذات کو تقرب الی اللہ کا ذریعہ سمجھتے ہیں، اس پر بہت زور دیتے ہیں، اور اس کو بزرگیت کا کمال سمجھتے ہیں، یہ درست

نہیں، اصل تقرب اور بزرگیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہوتی ہے، مگر حیرت ہے کہ آج کل کے نام نہاد صوفیوں کے یہاں بھی سنتِ رسول اللہ پر اتنا زور نہیں دیا جاتا، جتنا زور مباح ترکِ لذات پر دیا جاتا ہے۔

اعلیٰ درجہ کی سواریوں میں سفر کرنا

(21ربیع الاول1440ہجری)

حضرت حکیمُ الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے زمانہ میں زیادہ تر لمبے اسفار ریلوں اور ٹرینوں میں ہوا کرتے تھے، اور حضرت رحمہ اللہ عام حالات میں ٹرین میں اعلیٰ درجہ کے سفر کو ترجیح نہیں دیتے تھے، بلکہ ایسے درجہ میں سفر کو ترجیح دیتے تھے، جس میں امیر وغریب ہر طرح کے لوگ سفر کرتے ہیں، اور فرماتے تھے کہ عموماً اعلیٰ درجہ میں متکبر لوگ سفر کرتے ہیں، ان کے ساتھ بیٹھنے سے تکبر پیدا ہوتا ہے، جبکہ ہلکے درجہ میں ایسا نہیں ہوتا، بلکہ اگر کوئی شخص ہلکے درجہ میں سفر کرے، تو غریبوں کے ساتھ بیٹھ کر اس میں عاجزی اور نرمی پیدا ہوتی ہے۔

چنانچہ ایک مقام پر حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

جب کبھی تیسرے درجہ میں بڑا آدمی بیٹھ جاتا ہے، تو اس کا مزاج بھی نرم ہو جاتا ہے، چنانچہ چار پائی پر بیٹھنے سے بنسبت کرسی کے مسکنت (اور عاجزی) آجاتی ہے (ملفوظات حکیم الامت، ج۱۹، ص۲۳۶، مطبوعہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، تاریخِ اشاعت: 1425ہجری)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ:

ریل کے ادنیٰ درجہ میں جسمانی تکلیف تو ہوتی ہے کہ ہجوم (اور رش زیادہ) ہو جاتا ہے، مگر روحانی راحت ہے، کیونکہ (اس میں عام طور پر) متکبر لوگ نہیں ہوتے، اور اعلیٰ درجہ میں جسمانی راحت تو ہے، مگر روحانی تکلیف ہے، کیونکہ اکثر مذاق کے خلاف لوگ ہوتے ہیں، تیسرے درجہ میں لوگ ہماری رعایت کرتے ہیں، اور بڑے درجہ میں ہمیں دوسروں کی رعایت کرنی پڑتی ہے (ملفوظاتِ حکیم الامت، ج۲۰، ص۲۶، مطبوعہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، تاریخِ اشاعت: 1425ہجری)

www.idaraghufran.org

آج کل بہت سے لوگ صرف اپنی شان اونچی کرنے اور بڑھانے کے لیے مہنگی اور اعلیٰ درجہ کی سواریوں اور گاڑیوں میں سفر کرتے ہیں، اور ہلکی وسستی شان والی گاڑیوں میں سفر کرنے سے پرہیز کرتے ہیں، جبکہ ان کا کرایہ بھی سستا ہوتا ہے، اور سروس میں بھی کمزور نہیں ہوتی۔

چنانچہ ہمارے یہاں آج کل مختلف کمپنیوں کی بسوں کی سروس چلتی ہے، جس کی معاشرہ میں ایک شان اور نام ہے، اس میں عورتیں بھی بس ہوسٹس (Bus Hostess) وغیرہ ہوتی ہیں، لیکن کرایہ ان کا بہت مہنگا ہے، اور قوانین بھی سخت ہیں، جبکہ ان سے سستی سروسز بھی چلتی ہیں، اور وہ آرام اور سہولیات میں بھی کم نہیں، لیکن چونکہ ان میں سفر کرنے سے وہ شان بان نہیں بنتی، اس لیے متکبرین کو دوسری گاڑیوں میں سفر کرنے میں عار اور شرم محسوس ہوتی ہے۔

یہ موجودہ زمانہ میں شان بنانے کی ایک مثال ہے، اور صورتیں بھی اس طرح کی ہوسکتی ہیں۔

لیکن ضروری نہیں کہ جو کوئی بھی اس طرح کی گاڑیوں میں سفر کرے، اس کی بنیاد، تکبر ہی ہو، اصل مقصود یہ ہے کہ محض شان بنانے کے لیے اس طرح کی اعلیٰ سواریوں میں سفر نہیں کرنا چاہیے۔

پروپرائیٹر: محمد اخلاق عباسی محمد نذران عباسی

نیو عباسی چکن شاپ

ہمارے ہاں شیور و دیسی مرغی، صاف گوشت اور پوٹہ کلیجی

ہول سیل ریٹ پر دستیاب ہے۔

نیز شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے لئے ہماری خدمات

حاصل کریں۔

دوکان نمبر H-919، حق نواز روڈ، گلاس فیکٹری چوک، راولپنڈی

موبائل: 0301-5642315---0300-5171243

مقالات ومضامین　　　　مولانا شعیب احمد

اہل وعیال پرخرچ کرنے کا اجر

اسلام نے نفلی صدقات کے مصارف میں بڑی وسعت اور لچک رکھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نفلی صدقات مستحق وغیر مستحق ہر قسم کے افراد کو دینا درست ہوتا ہے، حتیٰ کہ اپنے قریبی رشتہ دار مثلاً ماں باپ، بیٹا بیٹی اور بیوی وغیرہ کو بھی نفلی صدقہ دیا جاسکتا ہے۔ جبکہ زکاۃ اور واجب صدقات میں یہ گنجائش اور رعایت موجود نہیں۔

اسی نفلی صدقہ کا ایک حصہ اپنے گھر والوں پر مال کا خرچ کرنا ہے۔ اپنے اہل وعیال کہ جن کی کفالت انسان کے ذمہ واجب ہے اور ہر انسان اپنے اہل وعیال کی ضروریات پوری کرتا ہی ہے، اس پر بھی اللہ کی تعالیٰ کی طرف سے صدقہ کا اجر وثواب ملتا ہے۔

چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

"**إِذَا أَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلَى أَهْلِهِ يَحْتَسِبُهَا فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ**" (صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۵۵، کتاب الایمان)

"جب کوئی آدمی ثواب کی امید رکھتے ہوئے، اپنے گھر والوں پر مال خرچ کرتا ہے تو یہ اس کے لیے صدقہ ہے" (بخاری)

حضرت امِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اگر میں اپنی اولاد پر مال خرچ کروں تو کیا مجھے اس کا بھی ثواب ملے گا؟ جس کے جواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"**نَعَمْ، لَكِ أَجْرُ مَا أَنْفَقْتِ عَلَيْهِمْ**" (صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۵۳۶۹، کتاب النفقات)

"بالکل، تمہارے لیے اس پر بھی اجر ہوگا، جو تم ان پر خرچ کروگی" (بخاری)

نیز ایک حدیث میں بیوی پر خرچ کرنے کے ثواب کا ذکر آیا ہے۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

www.idaraghufran.org

” وَإِنَّکَ لَنْ تُنفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا أُجِرْتَ بِهَا، حَتّٰى مَا تَجْعَلُ فِي فِي امْرَأَتِکَ “ (صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۱۲۹۵، کتاب الجنائز، باب رثاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم سعد ابن خولة)

”اورتم اللہ کی خوشنودی کے لیے جو کچھ بھی خرچ کرو گے تو اس کا ثواب تمہیں دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ جو لقمہ تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو گے اس پر بھی ثواب ملے گا“ (بخاری)

اس تفصیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ اپنے اہل وعیال اور زیرِ کفالت افراد پر خرچ کرنا بھی اجر وثواب کا باعث ہے۔ بلکہ ایک حدیث میں تو اس کو افضل اور اجر کے اعتبار سے زیادہ عظیم عمل بتلایا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

” دِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي سَبِيلِ اللهِ وَدِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي رَقَبَةٍ، وَدِينَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهِ عَلَى مِسْكِينٍ، وَدِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِکَ، أَعْظَمُهَا أَجْرًا الَّذِي أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِکَ “ (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۹۹۵.۳۹، کتاب الزکاة، باب فضل النفقة علی العیال والمملوک)

”ایک دینار وہ ہے جو تم اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہو، اور ایک دینار وہ ہے جو تم غلام آزاد کرانے میں خرچ کرتے ہو، اور ایک دینار وہ ہے جو تم کسی غریب پر صدقہ کرتے ہو، اور ایک دینار وہ ہے جو تم اپنے گھر والوں پر خرچ کرتے ہو۔ ان سب میں زیادہ اجر وثواب اس کا ہے، جو تم نے اپنے گھر والوں پر خرچ کیا“ (مسلم)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنا نہ صرف یہ کہ اجر وثواب کا حامل عمل ہے بلکہ اس کو تمام صدقات میں زیادہ فضیلت والا صدقہ قرار دیا گیا ہے۔

سو انفاق فی سبیل اللہ یعنی اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے اور بالخصوص اپنے اہل وعیال پر مال صَرف کرنے سے گریز نہیں کرنا چاہیے۔

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے بظاہر تو مال کم ہوتا نظر آتا ہے۔ لیکن قرآنِ کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ کرنے سے اللہ تعالیٰ مال ودولت میں اضافہ اور برکت عطا فرماتے ہیں۔ (ملاحظہ سورہ بقرہ، آیت نمبر: ۲۷۶)

اور ایک حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”یَا ابْنَ آدَمَ أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَیْکَ“ (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ٩٩٣ . ٣٦ ، کتاب الزکاۃ، باب الحث علی النفقۃ)

”اے ابنِ آدم! خرچ کرو۔ بدلے میں، میں تمہارے اوپر خرچ کروں گا“ (مسلم)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خرچ کرنے کا بدلہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کو مل جاتا ہے۔ لہٰذا خرچ کرنے سے مال کی کمی اور مفلسی کا خوف رکھنا درست نہیں۔

خلاصہ یہ کہ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا۔ بلکہ صدقہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ مال و دولت میں اضافہ اور برکت عطا فرما دیتے ہیں، اور سب سے زیادہ فضیلت اور اجر والا صدقہ وہ ہے کہ جو مال اپنے اہل و عیال اور گھر والوں پر خرچ کیا جائے۔ جیسا کہ سطورِ بالا میں تحریر کردہ احادیث سے واضح ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور احسان ہے کہ اپنے اہل و عیال پر مال کے خرچ کرنے کا بھی اجر و ثواب عطا فرماتے ہیں۔ اپنے گھر والوں پر ہر انسان مال و دولت خرچ کرتا ہی ہے، اور یہ تقریباً ہر باشعور انسان کی ذمہ داری بھی ہے اور ضرورت بھی۔ لیکن ایک مسلمان کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس پر بھی اجر و ثواب اور انعام رکھا ہے۔ پس ضرورت اس بات کی ہے کہ اس عمل میں اللہ کی رضا پیشِ نظر رکھ لی جائے، نتیجتاً انسان گھر والوں کی دنیاوی ضروریات اور حاجات بھی پوری کرتا رہے گا اور صدقہ کی عبادت بھی ہوتی رہے گی۔ جس کے بدلہ میں اللہ کی طرف سے اسے اجر و ثواب بھی ملتا رہے گا۔

پروپرائیٹر: وسیم ریاض

ریاض سٹیل فرنیچر اینڈ الماری سنٹر

ہمارے ہاں الماری، کیبنٹ، سیف، آفس فرنیچر وغیرہ دستیاب ہیں

دوکان نمبر: M-76,77
وارث خان بس سٹاپ، راولپنڈی

Tel: 051-5500104
Ph: 051-5962645
Mob: 0333-5585721

بسلسلہ: تاریخی معلومات مولانا طارق محمود

ماہِ شوال: نویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

☐......ماہِ شوال ۸۵۲ھ: میں حضرت قاضی القضاۃ شہاب الدین ابوالعباس احمد بن محمود بن عبداللہ بن محمد دمشقی شافعی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی۔

(الکواکب السائرۃ بأعیان المئۃ العاشرۃ لنجم الدین محمد بن محمد الغزی، ج۲ ص ۲۱)

☐......ماہِ شوال ۸۵۳ھ: میں حضرت عبداللہ بن اسماعیل بن ابراہیم شیرازی مدنی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (التحفۃ اللطیفۃ فی تاریخ المدینۃ الشریفۃ للسخاوی، ج۲ ص ۲۱)

☐......ماہِ شوال ۸۵۳ھ: میں حضرت عبداللطیف بن ابی الفتح محمد بن ابی المکارم حمد بن ابی عبداللہ محمد بن محمد بن عبدالرحمٰن حسنی مکی حنبلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(التحفۃ اللطیفۃ فی تاریخ المدینۃ الشریفۃ للسخاوی، ج۲ ص ۲۰۳)

☐......ماہِ شوال ۸۵۴ھ: میں حضرت زین الدین عبدالباسط بن خلیل بن ابراہیم دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی، ص ۱۲۲)

☐......ماہِ شوال ۸۶۲ھ: میں حضرت قاضی القضاۃ ابوالخیر محمد بن عبدالقادر بن جبریل غزی دمشقی مالکی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی۔

(الکواکب السائرۃ بأعیان المئۃ العاشرۃ لنجم الدین محمد بن محمد الغزی، ج۱ ص ۵۶)

☐......ماہِ شوال ۸۶۴ھ: میں حضرت عبدالرحمٰن بن عنبر بن علی بن احمد بن یعقوب بن عبدالرحمٰن بوتیجی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی، ۱۲۵)

☐......ماہِ شوال ۸۶۶ھ: میں حضرت احمد بن محمد بن احمد بن محمد بن محمد بن محمد شہاب بن شمس مصری مدنی شافعی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی (التحفۃ اللطیفۃ فی تاریخ المدینۃ الشریفۃ للسخاوی، ج۱ ص ۱۳۴)

☐......ماہِ شوال ۸۷۰ھ: میں حضرت ابوالعباس شہاب الدین احمد بن ابی السعود اسماعیل بن ابراہیم بن موسیٰ بن سعید بن علی منوفی سعودی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی، ص ۳۶)

☐......ماہِ شوال ۸۰۴ھ: میں حضرت جلال الدین عبدالرحمٰن بن علی بن عمر بن علی بن احمد بن محمد بن عبداللہ اندلسی مصری انصاری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ ابن الملقن کے نام سے مشہور تھے۔

(نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی ، ص ۱۲۶)

☐......ماہِ شوال ۸۷۳ھ: میں حضرت زین العابدین بن شرف الدین یحییٰ بن محمد مناوی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی ، ص ۱۱۴)

☐......ماہِ شوال ۸۷۴ھ: میں حضرت محمد بن ابی بکر بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن محمد بن شرف شافعی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی۔

(الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین محمد بن محمد الغزی ، ج ۱ ص ۵۶)

☐......ماہِ شوال ۸۷۶ھ: میں حضرت محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن دمشقی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی ، ص ۱۵۰)

☐......ماہِ شوال ۸۷۸ھ: میں حضرت احمد بن یونس بن سعید بن عیسیٰ بن عبدالرحمٰن بن یعلیٰ بن مدافع بن خطاب حمیری قسنطینی مغربی مالکی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(التحفة اللطیفة فی تاریخ المدینة الشریفة للسخاوی، ج ۱ ص ۱۶۱)

☐......ماہِ شوال ۸۸۱ھ: میں حضرت شیخ کمال بن صفی بن محمد بن علی بن محمد بن احمد بن عبدالغنی حسینی قزوینی گجراتی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

(نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر لعبدالحیی الحسنی، ج۳ص۲۶۷)

☐......ماہِ شوال ۸۸۴ھ: میں حضرت ابوالفرج عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن محمد بن صالح بن اسماعیل کنانی مدنی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(التحفة اللطیفة فی تاریخ المدینة الشریفة للسخاوی، ج ۲ ص ۵۳)

☐......ماہِ شوال ۸۸۷ھ: میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن حسین مدنی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(التحفة اللطیفة فی تاریخ المدینة الشریفة للسخاوی، ج ۲ ص ۱۱۵)

☐......ماہِ شوال ۸۸۹ھ: میں حضرت محمد بن عمر بن محبّ محمد بن علی بن یوسف انصاری مدنی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(التحفة اللطیفة فی تاریخ المدینة الشریفة للسخاوی، ج ۲ ص ۵۵۵)

☐......ماہِ شوال ۸۹۵ھ: میں حضرت حسین بن علی بن عبداللہ بن سیف الدین فیشی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(الطبقات السنیة فی تراجم الحنفیة لتقی الدین بن عبد القادر الغزی،ص ۲۵۴)

علم کے مینار　اسلامی فقہ کی ابتدائی تاریخ وترویج (قسط13)　مفتی غلام بلال

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

صحابیات کی علمی ودینی خدمات

گزشتہ اقساط میں یہ بات تفصیل کے ساتھ ذکر کی جاچکی ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کی امتیازی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ بھی رہی ہے کہ دینی علوم کی ترویج وتدوین میں مردوں کے شانہ بشانہ عورتوں نے بھی بھرپور حصہ لیا ہے، اور قرآن وحدیث اور دیگر اسلامی علوم کی درس و تدریس، نشر واشاعت میں ان خواتینِ اسلام کا حظِ وافر رہا ہے، خاص طور پر حدیث وفقہ میں پیش پیش رہیں۔

صحابیات وتابعیات کی دینی وعلمی خدمات کا ذکر تو کتب میں ملتا ہی ہے، مگر ان کے بعد کی خواتینِ اسلام نے بھی احادیث کی تدوین، ترتیب، ترویج اور ان کی روایت میں بھرپور حصہ لیا ہے، اور حدیث وسنت کی تدوین وترویج کی طرح فقہ وفتاویٰ میں بھی ان خواتین کی شاندار خدمات، وشاندار ماضی رہا ہے، بلکہ بہت سے حفاظِ حدیث، محدثین، ائمہ فقہ ومجتہدین نے اپنی اپنی جلالتِ شان کے باوجود ان محدثات وفقیہات خواتین سے علمی استفادہ حاصل کیا، جو کہ علم وعمل، فقہ وتفقہ، روایت ودرایت، زہد وتقویٰ میں مشہورِ زمانہ رہی ہیں۔

فقہ کی باقاعدہ تدوین سے پہلے خاص خاص حضرات اس میں مہارت وشہرت رکھتے تھے، عہدِ رسالت میں سب سے پہلے جس مبارک ہستی نے اس منصب کو قائم کیا، وہ وہ سید المرسلین، امام المتقین، خاتم النبیین نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی ذاتِ مقدسہ ہے، جو کہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ وحی پر امین ہیں، اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان واسطہ ہیں۔

ہر قسم کے معاملات ومسائل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش کیے جاتے تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں اپنی امت کی رہنمائی فرمایا کرتے تھے۔

صحابۂ کرام، نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی رہنمائی اور آپ کی ہدایات کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے، اسی طرح بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جو مختلف مقامات کی طرف امیر و معلم بنا کر بھیجے جاتے تھے، کتاب وسنت کی روشنی میں افتاء کا کام کرتے تھے۔

اسی طرح عام طبقات یعنی عوام میں بھی علم دین سیکھنے کا رجحان مثالی طور پر موجود تھا، جس کے لیے علمی مجالس قائم کی جاتی تھیں، خواتین کسی گھر میں جمع ہو جاتیں اور آپس میں ضروریاتِ دین اور علم کی باتیں سیکھتی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی کبھی کبھی ان کو وعظ فرما دیا کرتے تھے، اور پیش آمدہ مسائل کے بارے میں علم دین سیکھنے کے جذبے سے سرشار یہ خواتین آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسائل سے متعلق سوالات کرتی تھیں۔

عورتوں کی نمائندہ

حضرت اسماء بنت یزید بن سکن انصاریہ رضی اللہ عنہا بڑی عاقلہ فاضلہ اور دیندار صحابیہ تھیں، ان کو صحابیات نے اپنا ترجمان اور نمائندہ بنا کر خدمت نبوی ﷺ میں بھیجا۔

چنانچہ مسلم بن عبید سے روایت ہے کہ:

> حضرت اسماء بنت یزید انصاریہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں، اور اس وقت آپ اپنے صحابہ کے مابین موجود تھے، عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! میں مسلمانوں کی بیویوں کی طرف سے نمائندہ بن کر آپ کے پاس آئی ہوں، میری ذات آپ پر قربان ہو، ہم تمام (مسلمان) عورتوں کی اس بارے میں رائے ایک جیسی ہے کہ بے شک اللہ نے حق کے ساتھ آپ کو مَردوں اور عورتوں کی طرف مبعوث فرمایا ہے، پس ہم عورتیں آپ پر ایمان لائیں، اور اس معبود پر ایمان لائیں کہ جس نے آپ کو ہماری طرف بھیجا (اور آپ کی اتباع کی) اور ہم پردہ نشین، گھروں میں رہنے والی ہیں، گھروں کی بنیاد ہیں، اور اپنے خاوندوں کی شہوات کی تکمیل ہیں، اور اولادوں کا بوجھ اٹھانے والی ہیں، اور آپ مرد حضرات کو ہم پر اس بات میں فضیلت دی

گئی ہے کہ آپ لوگ جمعہ اور باجماعت نماز ادا کرتے ہیں، اور مریضوں کی عیادت کرتے ہیں، اور جنازوں میں حاضر ہوتے ہیں، اور حج کے بعد (دوبارہ) حج بھی کرتے ہیں، اوران سب میں سے افضل عمل جہاد میں بھی شرکت کرتے ہیں، اور جب کسی کا حج یا عمرہ یا کسی سفر کا ارادہ ہوتا ہے، تو ہم ان کے مالوں کی حفاظت کرتی ہیں، اور ان کے لیے کپڑوں کو تیار کرتی ہیں، اوران کی اولادوں کی تربیت کرتی ہیں، تو اے اللہ کے رسول! کیا ان صورتوں میں ہم بھی اجروثواب میں مردوں کے برابر شریک ہوسکتی ہیں؟

(یہ سن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابۂ کرام کی طرف متوجہ ہوئے) اور فرمایا کہ اسماء بنت یزید سے پہلے تم لوگوں نے دین کے بارے میں اس سے بہتر سوال کسی عورت سے سنا تھا؟ صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ ہمارے گمان میں ان جیسی ہدایت (اور دین میں سمجھ) کسی دوسری عورت کو عطا نہیں کی گئی، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسماء کی طرف متوجہ ہوئے، اوران سے فرمایا کہ جاؤ، اورسب عورتوں کو یہ بتادو کہ تم میں سے کسی ایک کا اپنے شوہر کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ پیش آنا، اس کی رضا جوئی اوراس کے مزاج کے مطابق اتباع کرنا، ان تمام باتوں کے برابر ہے جن کا ذکر تم نے مردوں کے متعلق کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ بشارت سن کر اسماء رضی اللہ عنہا خوشی کے ساتھ تسبیح وتہلیل کہتی ہوئی چلی گئیں (اور عورتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بشارت سنائی) (شعب الایمان) [1]

---

[1] مسلم بن عبید، عن أسماء بنت یزید الأنصاریة من بنی عبد الأشهل، أنها أتت النبی صلی الله علیه وسلم وهو بین أصحابه، فقالت: بأبی أنت وأمی، إنی وافدة النساء إلیک، واعلم – نفسی لک الفداء – أما إنه ما من امرأة کائنة فی شرق ولا غرب سمعت بمخرجی هذا أو لم تسمع إلا وهی علی مثل رأیی، إن الله بعثک بالحق إلی الرجال والنساء فآمنا بک وبإلاهک الذی أرسلک، وإنا معشر النساء محصورات مقصورات، قواعد بیوتکم، ومقضی شهواتکم، وحاملات أولادکم، وإنکم معاشر الرجال فضلتم علینا بالجمعة والجماعات، وعیادة المرضی، وشهود الجنائز، والحج بعد الحج، وأفضل من ذلک الجهاد فی سبیل الله، وإن الرجل منکم

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ صحابیات میں علم دین حاصل کرنے کا کس قدر اہتمام تھا، وہ اسکے لئے اجتماعی طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تقاضہ کرتی تھیں، اور آپ ﷺ ان کو تعلیم دیا کرتے تھے۔

کاتبات صحابیات

بہت سی صحابیات لکھنا پڑھنا جانتی تھیں، امہات المومنین میں سے حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما لکھنا پڑھنا جانتی تھیں، اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بھی لکھنا پڑھنا دونوں جانتی تھیں، اور اسی طرح حضرت شفاء بنت عبداللہ عدویہ رضی اللہ عنہا بھی لکھنا پڑھنا جانتی تھیں۔

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شفاء نے حضرت حفصہ کو کتابت سکھائی تھی۔

چنانچہ حضرت شفاء بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے، اور میں اس وقت میں حضرت حفصہ کے پاس تھی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم حفصہ کو نملہ (پھوڑے) کا دم سکھا دو، جیسا کہ تم نے حفصہ کو کتابت سکھائی“ (سنن ابی داؤد) [1]

مذکورہ واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح مرد حضرات نے فقہ اسلامی کی تدوین وترویج میں حصہ لیا، خواتین نے بھی اس کارِ خیر بھرپور اور شاندار حصہ لیا، اور یہ سلسلہ صحابۂ کرام، تابعین اور تبع تابعین کے دور سے ہوتے ہوئے ہم تک پہنچا۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

إذا أخرج حاجا أو معتمرا ومرابطا حفظنا لكم أموالكم، وغزلنا لكم أثوابا، وربينا لكم أولادكم، فما نشاركم في الأجر يا رسول الله؟ قال: فالتفت النبي صلى الله عليه وسلم إلى أصحابه بوجهه كله، ثم قال: " هل سمعتم مقالة امرأة قط أحسن من مسألتها في أمر دينها من هذه؟ " فقالوا: يا رسول الله، ما ظننا أن امرأة تهتدي إلى مثل هذا، فالتفت النبي صلى الله عليه وسلم إليها، ثم قال لها: " انصرفي أيتها المرأة، وأعلمي من خلفك من النساء أن حسن تبعل إحداكن لزوجها، وطلبها مرضاته، واتباعها موافقته تعدل ذلك كله "قال: فأدبرت المرأة وهي تهلل وتكبر استبشارا (شعب الايمان للبيهقي، رقم الحديث ٨٣٦٩)

[1] عن الشفاء بنت عبد الله، قالت: دخل علي النبي – صلى الله عليه وسلم – وأنا عند حفصة، فقال لي:" ألا تعلمين هذه رقية النملة، كما علمتيها الكتابة (سنن ابی داؤد، رقم الحديث ٣٨٨٧)

قال شعيب الارنؤوط:رجاله ثقات (حاشية شعيب الارنؤوط)

www.idaraghufran.org

تذکرۂ اولیاء حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (قسط39) مفتی محمد ناصر

اولیاء کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی غزوۂ بدر میں شرکت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے، اور قرآن مجید، احادیثِ مبارکہ اور سنتِ مطہرہ میں بھی ان کا مختلف مقامات پر ذکر ملتا ہے۔

اسلام کا سب سے پہلا غزوہ یا جہاد غزوۂ بدر ہے، جو سنہ 2 ہجری کے ماہِ رمضان میں واقع ہوا، جو مسلمانوں اور مشرکینِ مکہ کے درمیان واقع ہوا، اس غزوے میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی، اور مشرکین کو شکست کا سامنا کرنا پڑا، مشرکینِ مکہ کے بڑے بڑے سردار اس غزوے میں مارے گئے، اور بہت سے قیدی بنے، غزوۂ بدر کا واقعہ احادیث اور روایات میں بہت تفصیل سے بیان ہوا ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

مجھ سے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بدر کے دن مشرکین کی طرف دیکھا تو وہ ایک ہزار تھے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ تین سو انیس تھے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی طرف منہ فرما کر اپنے ہاتھوں کو اٹھایا، اور اپنے رب سے پکار پکار کر دعا کی، اے اللہ! میرے لئے اپنے کئے ہوئے وعدہ کو پورا فرمایئے، اے اللہ! جس کا آپ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے، وہ مجھے عطا فرمایئے، اے اللہ! اگر آپ نے اہلِ اسلام کی اس جماعت کو ہلاک کر دیا، تو زمین میں عبادت نہیں کی جائے گی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم برابر اپنے رب سے ہاتھ دراز کئے قبلہ کی طرف منہ کر کے دعا مانگتے رہے، یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے سے گر پڑی، ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ کی چادر کو اٹھایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر ڈالا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سے آپ سے لپٹ گئے، اور عرض کیا، اے اللہ کے نبی! آپ کی اپنے رب سے دعا کافی ہوچکی، عنقریب وہ آپ سے اپنے کئے

ہوئے وعدے کو پورا کرے گا، اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی:

اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ.

یعنی ’’جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمہاری دعا قبول کی کہ میں تمہاری مدد ایک ہزار لگاتار فرشتوں سے کروں گا‘‘

پس اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرشتوں کے ذریعہ امداد فرمائی، حضرت ابوزمیل (راوی) نے کہا، کہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ (جنگِ بدر میں) جب ایک (انصاری) مسلمان، ایک کافر کے پیچھے دوڑ رہا تھا، جو اس کے آگے تھا، اتنے میں ایک کوڑے کی آواز آئی، اور اسی کے ساتھ اوپر سے ایک اور سوار کی آواز سنائی دی، جو (اپنے گھوڑے سے) کہہ رہا تھا کہ اے حیزوم! آگے بڑھ۔ پھر اس (انصاری مسلمان) سوار نے اپنے آگے دیکھا تو وہ کافر گرا پڑا تھا، اور اس کا ناک زخم زدہ تھا، اور اس کا چہرہ پھٹ چکا تھا، جیسے کوئی کوڑا مارتا ہے، اور اس کافر کا پورا جسم (کوڑے کے زہر سے) سبز ہو چکا تھا، پس وہ انصاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور یہ واقعہ بیان کیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ نے سچ کہا، یہ مدد تیسرے آسمان سے آئی تھی۔

پس اس دن (مشرکین کے) ستر آدمی مارے گئے اور ستر قید ہوئے، ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب قیدی گرفتار ہو کر آئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ تم ان قیدیوں کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہو؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، اے اللہ کے نبی! وہ ہمارے چچا زاد اور خاندان کے لوگ ہیں، میری رائے یہ ہے کہ آپ ان سے فدیہ وصول کرلیں، اس سے ہمیں کفار کے خلاف طاقت حاصل ہو جائے گی اور ہوسکتا ہے کہ اللہ انہیں اسلام لانے کی ہدایت عطا فرما دیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابنِ خطاب! آپ کی کیا رائے ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں! اللہ کی قسم اے اللہ کے رسول، میری وہ رائے نہیں جو

ابوبکر کی رائے ہے، بلکہ میری رائے یہ ہے کہ آپ ان قیدیوں کو ہمارے حوالے کردیں، تاکہ ہم ان کی گردنیں اڑادیں، علی کے حوالے عقیل کو کریں، وہ اس کی گردن اڑائیں، اور فلاں میرے رشتہ دار کو میرے حوالے کریں، اس کی گردن میں اُڑاؤں، کیونکہ یہ کفر کے پیشوا اور سردار ہیں، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر کی رائے کی طرف مائل ہوئے، اور میری رائے کی طرف مائل نہ ہوئے۔ پھر اگلے دن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر دونوں بیٹھے رورہے تھے، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! مجھے بتائیں کہ کس چیز نے آپ کو اور آپ کے دوست کو رُلایا، پس اگر میں روسکا تو میں بھی روؤں گا، اور اگر مجھے رونا نہ آیا تو میں آپ دونوں کے رونے کی وجہ سے رونے کی صورت ہی اختیار کرلوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس وجہ سے رورہا ہوں جو مجھے تمہارے ساتھیوں سے فدیہ لینے کی وجہ سے پیش آیا ہے، میرے سامنے اس درخت سے بھی زیادہ نزدیک ان کا عذاب لایا گیا، اور اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی:

”مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَى حَتَّى يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ“ إِلَى قَوْلِهِ فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا“ فَأَحَلَّ اللهُ الْغَنِيمَةَ لَهُمْ“

یعنی ”یہ بات کسی نبی کے شایانِ شان نہیں ہے کہ اس کے پاس قیدی رہیں، جب تک کہ وہ زمین میں (دشمنوں کا) خون اچھی طرح نہ بہا چکا ہو (جس سے مشرکین کا رعب پوری طرح ٹوٹ جائے) تم دنیا کا سازوسامان چاہتے ہو اور اللہ (تمہارے لیے) آخرت (کی بھلائی) چاہتا ہے اور اللہ اقتدار والا بھی ہے، حکمت والا بھی۔ اگر اللہ کی طرف سے ایک لکھا ہوا حکم پہلے نہ آچکا ہوتا تو جو راستہ تم نے اختیار کیا، اس کی وجہ سے تم پر کوئی بڑی سزا آجاتی۔ لہٰذا اب تم نے جو مالِ غنیمت حاصل کیا ہے، اسے پاکیزہ حلال مال کے طور پر کھاؤ“۔

پس اللہ نے ان (صحابہ) کے لئے غنیمت حلال کردی (مسلم، رقم الحدیث ۵۸ ”۱۷۶۳“، باب الإمداد بالملائکۃ فی غزوۃ بدر، وإباحۃ الغنائم)

پیارے بچو! مولانا محمد ریحان

ریت کا گھر (دوسری و آخری قسط)

پیارے بچو! پھر سمیر نے اپنے دادا سے کہا:

''میرے سے ریت کا گھر نہیں بنایا جا رہا، میں اسے بنانا چاہتا ہوں، لیکن مجھے لگتا ہے کہ میں نہیں بنا سکتا، میں تو بہت ناکام انسان ہوں۔ سمیر اس وقت امید پوری طرح سے چھوڑ چکا تھا اور اسے بہت ہی شرمندگی محسوس ہو رہی تھی۔ یہ سن کر سمیر کے دادا مسکرائے، اور اس سے کہنے لگے:

''میں آپ کو ایک پیاسے کوے کی کہانی سناتا ہوں، جو کوشش کرتا رہا یہاں تک کہ وہ کامیاب ہو گیا، لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ تم پہلے رونا بند کرو۔''

پھر دادا نے سمیر کو ایک پیاسے کوے کی کہانی سنانا شروع کی۔ وہ کہنے لگے کہ ایک کوا تھا وہ بہت پیاسا تھا، پیاس کی وجہ سے وہ ادھر سے ادھر پانی کی تلاش میں بھٹک رہا تھا، بالآخر اسے ایک چھوٹے سے گڑھے میں پانی نظر آیا لیکن پانی گڑھے کے اندر کافی نیچے تھا، پانی اتنا نیچے تھا کہ کوا پانی تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ کوے نے مسلسل کوشش کی لیکن اس نے امید نہ چھوڑی اور کوشش کرتا رہا۔ اس نے اس کا حل سوچا اور ایک ایک کنکر اپنی چونچ سے چن کر لایا اور گڑھے میں ڈالنے لگا۔ پانی اوپر آ گیا اور کوے نے خوب سیر ہو کر پانی پیا اور اڑ گیا۔ پھر سمیر کے دادا نے اس سے کہا:

''اس کوے کی طرح آپ بھی مشکل وقت سے گزر رہے ہو، لیکن آپ امید اور کوشش نہ چھوڑو۔''

سمیر نے ایک مرتبہ پھر کوشش کی اور اس پر وہ سبب واضح ہو گیا جس کی وجہ سے اس کا ریت کا گھر نہیں بن پا رہا تھا۔ سمیر چپ ہو گیا پھر اپنے دادا سے کہا:

''میں پھر سے ان شاء اللہ کوشش کروں گا۔''

پھر دادا نے سمیر سے کہا:

''اب آپ کیسے بناؤ گے؟''

سمیر سوچنے لگا۔ اس نے اپنی عقل کو استعمال کیا، اور ایک دم اس کی عقل میں ایک حل آیا۔ اسے یاد آیا

کہ اس کی والدہ کیسے آٹا گوندھتے ہوئے آٹے میں پانی ملایا کرتی تھیں۔

سمیر بہت خوش ہوا۔اس نے ایک نظر ریت کو دیکھا اور ایک نظر سمندر کو۔اس نے ڈول میں ریت بھری اور کہا کہ اب میں ان شاء اللہ ریت کا گھر بنالوں گا۔یہ کہہ کر وہ سمندر کی طرف گیا تا کہ وہ وہاں سے ڈول میں تھوڑا پانی ڈالے۔دادا کو اب یقین ہوگیا تھا کہ سمیر اب گھر بنالے گا۔

سمیر نے اپنا ڈول سمندر کے کنارے ڈالا اور اس میں پانی لیا۔پانی لے کر وہ آیا اور پانی کو ریت کے ساتھ اچھی طرح ملایا۔جب ریت خوب گیلی ہوگئی اور آٹے کی طرح ہوگئی تو اس نے ریت کو بیلچے کی مدد سے ڈول میں ڈالا۔اس نے ڈول کے اوپر سے ریت کو اچھی طرح اس طریقے سے دبایا جس طرح آئس کریم والا چمچ سے آئس کریم کو کپ کے اندر دبارہا تھا۔

پھر اس نے ڈول کو الٹا کر کے زمین پر رکھا اور ڈول اٹھالیا۔سمیر یہ دیکھ کر خوشی سے چلا اٹھا کہ ریت کی وہی شکل بن گئی جو کہ ڈول کی تھی۔وہ کہنے لگا:

”اب میں کامیاب ہوگیا۔“

وہ خوشی سے اچھلتا کودتا رہا اور یہ کہتا رہا:

”اب کی بار ریت پہلے کی طرح نہیں بکھری۔“

اس نے اپنے دادا کو بلایا اور ریت کا گھر دکھایا،سمیر اب سمجھ چکا تھا کہ مسلسل کوشش ہی کامیابی کا راز ہے۔

اقبال ٹریڈرز

ہمارے ہاں پلاسٹک، اسٹیل، آفس فرنیچر اور کمپیوٹر ٹیبل کی ورائٹی دستیاب ہے

اس کے علاوہ المونیم کی کھڑکیاں اور دروازے، سیلنگ، بلائنڈز، وال پیپر، ونائل فلور ٹائل بھی دستیاب ہیں

بالمقابل چوک کوہاٹی بازار مری روڈ راولپنڈی

فون 5962705--5503080

بزمِ خواتین (عورت کا تقدس اور حقوق نسواں کا فریب: قسط28) مفتی طلحہ مدثر

ایک سے زیادہ شادیاں کرنا (حصہ دوم)

معزز خواتین! پہلے حصہ میں یہ گزارش کردی گئی تھی کہ مذکورہ تحریر کا مقصد کسی کی دل شکنی یا دل آزاری ہرگز نہیں ہے، بلکہ صرف مسئلہ کے اصل حقیقی پہلو کی وضاحت مقصود ہے، جو غیر محتاط واعظین کی شعلہ بیانی یا اس مسئلہ کے دفاع میں غلو اور دیگر معاشرتی عوامل کی وجہ سے چھپ کر رہ گئی ہے، چنانچہ پچھلی قسط کی ابتدائی سطور میں یہ وضاحت موجود تھی، لیکن شاید مخصوص ذہن سازی یا پھر مدت سے اس عمل کو سنت سمجھنے کے نظریے کی وجہ سے یہ وضاحتی عبارت کچھ احباب کی نظر سے اوجھل رہ گئی، بہتر تو یہ تھا کہ مضمون کی تمام اقساط مکمل ہونے کا انتظار کیا جاتا، پھر اگر کوئی بھول چوک نظر آتی تو اس پر گرفت ہوتی، لیکن شاید بعض احباب جو مذکورہ آرزو کو عملی جامہ پہنانے کے لیے اس عمل کو سنت قرار دیتے تھے، تاکہ سنت کے لفظ کی عزت واحترام اور رعب سے سامعین مباحثہ نہ کرسکیں، ایسے مخصوص قابلِ قدر احباب کو شاید اپنی آرزو پوری ہونے کے امکانات ختم ہوتے نظر آئے۔

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے بہت نکلے مرے ارماں مگر پھر بھی ہیں کم نکلے

لہٰذا پہلے حصے کے شائع ہوتے ہی دوسری شادی کے خواہشمند حضرات کو شدید جھٹکا لگا یا آج کل کی مروجہ زبان میں کہیں تو شاک لگ گیا اور ان کی توپوں کا رخ راقم گناہگار کی طرف ہوگیا، کچھ نے زبانی، کچھ نے موبائیل پر بندہ کی خوب عزت افزائی کی، ہر چند کہ بندہ نے سمجھانے کی بہت کوشش کی کہ سنت نہ ہونے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ کسی کے لیے ایسا کرنا جائز بھی نہ ہو، لیکن دوسری طرف اس عمل کے سنت قرار دینے پر ہی اصرار تھا اور میں نہ مانوں کی رٹ تھی کہ تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی، ان میں سے بعض افراد کا تعلق تو عام عوام سے تھا، جن سے دلائل پر بات چیت نہیں کی جاسکتی لیکن کچھ حضرات اہلِ علم تھے، اور ان کو بعض آیات یا احادیث سے مغالطہ یا اشکال ہورہا تھا، ان آیات واحادیث کی وضاحت ضروری ہے، ان آیات واحادیث کا صحیح معنیٰ ومطلب واضح ہونے سے امید ہے کہ اشکال دور ہوجائے گا۔

www.idaraghufran.org

شادی پراللہ تعالیٰ کی طرف سے مالداری کا وعدہ ہے

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا سورہ نور میں ارشاد ہے:

وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَى مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ (سورة النور،رقم الآية ٣٢)

ترجمہ: اورتم میں سے جو بے نکاح ہواورتمہارے غلام اور باندیوں میں سے جو نیک ہو ان کا نکاح کردیا کرو، اگر وہ تنگدست ہوں تو اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی فرمادے گا، اوراللہ وسعت والا ہے جاننے والا ہے۔

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے''غنی'' کا جو وعدہ کیا ہے وہ برحق ہے،اس میں کوئی شک نہیں،لیکن اس کے معنی اور مطلب واضح کرنے میں علماء کا اختلاف ہے،بعض نے فرمایا ہے کہ مطلب یہ ہے کہ اگراللہ مصلحت سمجھیں گے تو مالداری عطا فرمادیں، جیسے دوسری جگہ ارشاد ہے

وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ إِنْ شَاءَ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (سورة التوبة ، رقم الآية ٢٨)

ترجمہ: اگرتمہیں اندیشہ ہو فقر کا تو عنقریب اللہ تمہیں غنی کردے گا اپنے فضل سے اگر وہ چاہے گا۔یقیناً اللہ سب کچھ سننے والا' حکمت والا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ بمقتضائے مصلحت اگر بہتر سمجھیں گے تو مالداری عطا فرمادیں گے،نہ یہ کہ سب کے ساتھ ہی ایک جیسا معاملہ فرمائیں گے،بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ اللہ نے غنی کا وعدہ فرمایا ہے لیکن یہ نہیں فرمایا کہ مسلسل یہ حالت برقرار بھی رہی گی،چنانچہ اگر مالداری ایک بار بھی حاصل ہوجائے تو اللہ کا وعدہ پورا ہوگیا،اب مالداری کا برقرار رہنا یہ ضروری نہیں،بعض حضرات نے اور بھی متعدد معانی بیان کیے ہیں،بعض صحابہ سے بھی ایسے آثار مروی ہیں جن میں ان حضرات نے اس آیت سے نکاح سے فقر دور ہونے پر استدلال کیا ہے،لیکن یہ استدلال صرف غیر شادی شدہ لوگوں کو نکاح کی ترغیب دینے کے لیے ہے،کسی مفسر کی ایسی عبارت بندہ کی نظر سے نہیں گزری جس نے اس آیت سے یہ استدلال کیا ہو کہ کیونکہ اللہ نے شادی کرنے سے فقر دور کرنے کا وعدہ کیا

ہے، لہٰذا پہلے سے شادی شدہ افراد بھی اایک کے بعد دوسری، دوسری کے بعد تیسری اور تیسری کے بعد چوتھی شادی کریں، (تاکہ اچھی طرح مالدار ہوجائیں) اگر کوئی ایسا سمجھتا ہے تو یہ اس کی غلطی فہمی ہے، اس غلط فہمی کے ازالہ کے لیے اگلی آیت ہی کافی ہے جو اس کے بالکل متصل ہی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّى يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ (سورة النور رقم الآية، ۳۳)

ترجمہ: اور جو نکاح کی استطاعت نہ رکھتے ہوں وہ پاکدامنی اختیار کیے رہیں یہاں تک کہ اللہ ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے (نور)

سوال یہ ہے کہ اگر پچھلی آیت میں صرف غریب مراد ہیں، کوئی خاص غریب مراد نہیں ہیں، تو مذکورہ آیت میں کن افراد کو مخاطب کر کے پاکدامن رہنے کا حکم دیا جارہا ہے، ایسا تو ہو نہیں سکتا کہ پہلے اللہ تعالیٰ ایک چیز کا وعدہ کریں اور پھر خود ہی اس سے رکے رہنے کا حکم بھی فرمادیں، اس لیے یہ لازمی ہے کہ پچھلی آیت میں صرف غریب نہیں بلکہ ایک خاص غریب مراد ہیں، اور وہ ایسے غریب ہیں جو کمانے کھانے کی صلاحیت رکھتے ہیں، اسباب بھی مہیا ہیں لیکن ان کو مستقبل کے بارے میں اندیشے اور وہم ہیں، جس طرح عام طور پر کمزور ایمان والوں کے ساتھ ہوتا ہے کہ اگر شادی کرلیں گے تو خرچہ کیسے چلے گا، اخراجات بڑھ جائیں گے، شادی کے مصارف کیسے پورے ہوں گے وغیرہ وغیرہ یہ خطرات موہوم ہوتے ہیں یا کم از کم یقینی نہیں ہوتے، ان غیر یقینی خیالات کی وجہ سے شادی کی نعمت سے محروم رہنا صحیح نہیں اس آیت سے صحابہ اور علمائے امت نے یہی سمجھا ہے، اور اگلی آیت میں جن لوگوں کا ذکر ہے اس سے ایسے افراد مراد ہیں جو روزی، روٹی کمانے کی صلاحیت نہیں رکھتے، یا یقینی طور پر فی الحال اس کا انتظام ہونے کے بھی آثار نہیں ہیں، ایسے افراد پاکدامن رہیں اور گناہ کا راستہ اختیار نہیں کریں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسباب اور انتظام پیدا فرمادے۔

یہی تفسیر ایک حدیث سے بھی سمجھ میں آتی ہے، چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ، مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ، وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ، فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ (صحيح مسلم

www.idaraghufran.org

،کتاب النکاح ،رقم الحدیث ۱۴۰۰)

ترجمہ:اے نوجوانوں کی جماعت !تم میں سے جوکوئی نکاح کی قدرت رکھتا ہو اسے چاہیے کہ نکاح کرلے،کیونکہ یہ(نکاح کرنا)نظرکوزیادہ جھکانے اور شرمگاہ کی حفاظت کا ذریعہ ہے،اور جس کواستطاعت نہ ہوتواس کوچاہیے کہ روزہ رکھے،کہ یہ(روزہ)اس کے لیےشہوت توڑنے کا ذریعہ ہے(مسلم)

مذکورہ حدیث میں ’’الباءۃ‘ سے مراد خصوصی تعلقات پرقدرت اورنکاح کے اخراجات پر قادر ہونا ہے،جن لوگوں کو یہ دستیاب نہیں ان کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشادفرمایا ہے کہ روزہ رکھیں تا کہ ان کی شہوت کا زورٹوٹ جائے،اور پہلے ذکر کی گئی آیت کوبھی مدنظر رکھیں تو معنیٰ یہ ہوں گے،کہ جولوگ نکاح کے اخراجات کی طاقت نہیں رکھتے ان کو چاہیے کہ روزہ رکھیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے غنی اور مالدار کردے اور نکاح کے اخراجات پر قادر ہوجائیں،مذکورہ تشریح سے واضح ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد” ان یکونوا فقراء یغنیھم اللہ بن فضلہ “سے کون سے لوگ مراد ہیں،اس سے مراد ایسے افراد ہیں جوکمانے کی،گھر داری کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں اور فی الحال حالت تنگ ہیں،یا ایسے افراد جوموہوم خطرات سے ڈر کر نکاح سے رکے ہوئے ہیں،نہ کہ وہ افراد جو پہلے سے شادی شدہ ہیں ان سے بھی بغیر کسی شرط کے مطالبہ ہے کہ آپ بھی اللہ پرتوکل کریں اور دوسری شادی بھی کریں،اوراس طرح سے دونوں بیویوں کے حقوق ضائع کرکے اللہ کے ہاں مجرم بن جائیں،اگر چہ شرائط کے پائے جانے پردوسری شادی کرنا جائز ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر آیت سے دوسری شادی کے مستحب اور ضروری ہونے پر استدلال کیا جائے،دوسری شادی کے جواز کے لیے سورۃ نساء کی آیت نمبر۳ کافی ہے۔

پھر مذکورہ آیت میں صراحت کے ساتھ ’’ایامیٰ‘‘ کا ذکر ہے جو ایسے مرد یا عورت پر بولا جاتا ہے،جس کی بیوی یا شوہر نہ ہوخواہ ابھی شادی نہ ہوئی ہو،یا شادی ہونے کے بعد طلاق ہوگئی ہو،یا پھر شادی کے بعد شوہر یا بیوی میں سے کسی ایک کی وفات ہوگئی ہو،لہٰذا اس آیت کا مخاطب ایسے افرادکوسمجھنا جو پہلے سے شادی شدہ ہوں درست نہیں ہے۔

(جاری ہے............)

www.idaraghufran.org

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسب ونسب اور مقام ومرتبہ

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:إِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی کِنَانَۃَ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِیْلَ، وَاصْطَفٰی قُرَیْشًا مِنْ کِنَانَۃَ، وَاصْطَفٰی بَنِیْ ہَاشِمٍ مِنْ قُرَیْشٍ، وَاصْطَفَانِیْ مِنْ بَنِیْ ہَاشِمٍ، فَأَنَا سَیِّدُ وَلَدِ آدَمَ وَلَا فَخْرَ، وَأَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْہُ الْأَرْضُ، وَأَوَّلُ شَافِعٍ، وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ (صحیح ابن حبان، رقم الحدیث 6242، کتاب التاریخ، باب بدء الخلق)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ نے اسماعیل کی اولاد میں سے کنانہ (نام کے سلسلہ) کو منتخب فرمایا، اور کنانہ میں سے قریش کو منتخب فرمایا، اور قریش میں سے بنو ہاشم کو منتخب فرمایا، اور بنو ہاشم میں سے مجھے منتخب فرمایا، پس میں آدم کی اولاد کا سردار (اور نسب میں سب سے اعلیٰ) ہوں، اور مجھے اس پر کوئی فخر (وغرور) نہیں، اور سب سے پہلا میں وہ شخص ہوں گا، جس کے لئے (قیامت کے دن) زمین کو شق کیا جائے گا، اور میں (اللہ کی بارگاہ میں مومنوں کی) سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں گا، اور سب سے پہلے شفاعت قبول کئے جانے والا ہوں گا (ابنِ حبان)

حاجی محمد عارف
0300-5131250
0315
0322-5503460
حاجی عمران

عارف فوڈز

حاجی امجد
0300-5198823
0315
حاجی کامران
0321-5353160
0312

L-72 بالمقابل ملکوں کا قبرستان
ظفر الحق روڈ، راولپنڈی
051-5503326-5504434-5503460

گلی نمبر 64، بالمقابل چوہدری ڈینٹل کلینک
چاہ سلطان روڈ، امر پورہ، راولپنڈی
051-5502260-5702260

جمعہ کے دن کثرت سے درود پڑھنے کا حکم

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم: إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ قُبِضَ، وَفِيهِ النَّفْخَةُ، وَفِيهِ الصَّعْقَةُ، فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ (ابو داوٗد، رقم الحديث 1047)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک تمہارے سب دنوں میں جمعہ کا دن افضل ہے، اسی دن حضرت آدم کو پیدا کیا گیا، اور اسی دن اِن کی روح قبض کی گئی، اور اسی دن (قیامت قائم ہونے کے لئے) صور پھونکا جائے گا، اور اسی دن قیامت قائم ہوگی، پس تم اس دن کثرت سے مجھ پر درود پڑھا کرو۔

معلوم ہوا کہ جمعہ کا دن، ہفتہ بھر کے دوسرے دنوں سے افضل ہے، اور اس دن بڑے بڑے اہم کام، اللہ ربُّ العزت کی طرف سے انجام دیئے گئے، اور آئندہ بھی انجام دیئے جائیں گے، اس لیے اِن خصوصیات وصفات کی وجہ سے جمعہ کے دن کثرت سے درود شریف پڑھنے کا حکم ہے، اور جمعہ کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جو درود پڑھا جاتا ہے، وہ دوسرے دنوں کے مقابلہ میں زیادہ قبولیت کے ساتھ، انسان کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے، اس لیے اس دن میں درود شریف کی کثرت، اس دن کے کسی بھی وقت میں بغیر کسی قید کے کر لی جائے، تو مذکورہ فضیلت حاصل ہوسکتی ہیں۔

دنیا میں ہی جنت کی بشارت

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ، وَلَا أُمَّةَ بَعْدَكُمْ أَلَا فَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَصَلُّوْا خَمْسَكُمْ، وَصُوْمُوْا شَهْرَكُمْ، وَأَدُّوْا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ طَيِّبَةً بِهَا أَنْفُسَكُمْ، وَأَطِيْعُوْا وُلَاةَ أَمْرِكُمْ تَدْخُلُوْا جَنَّةَ رَبِّكُمْ (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث 7535)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا یہ فرمان سنا کہ اے لوگو! میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے، اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں ہے، پس تم اپنے رب کی عبادت کرو، اور پانچوں نمازیں پڑھو، اور اپنے (رمضان کے) مہینے کے روزے رکھو، اور اپنے مالوں کی خوش دلی کے ساتھ زکاۃ ادا کرو، اور اپنے معاملات کے امیر (یعنی حاکموں وسربراہوں) کی اطاعت کرو، تو تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے (طبرانی)

مذکورہ حدیث میں آپ ﷺ کے آخری رسول ہونے اور امتِ محمدیہ کے آخری امت ہونے کا ذکر فرمایا گیا ہے، اور دین کے پانچ اہم احکام: توحید، نماز، روزہ، زکاۃ اور اپنے حکمرانوں و سربراہوں کی اطاعت کا خاص طور پر حکم دیا گیا ہے کہ یہی اعمال جنت میں دخول کا سبب ہیں۔

CANNON PRIMAX PLUS

15 سالہ گارنٹی

051-5517039
0300-8559001

نذیر سنز

Cannon not selling a mattress but a good night sleep

418-خان بلڈنگ بابو بازار، صدر راولپنڈی

نبی علیہ الصلاۃ والسلام کو پانچ اہم خصوصیات کا عطا کیا جانا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے پانچ ایسی چیزیں عطا کی گئی ہیں، جو مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں کی گئیں، ایک تو میری ایک مہینہ کی مسافت کے فاصلہ سے رعب (ودبدبہ) کے ساتھ مدد کی گئی ہے، اور دوسرے میرے لئے زمین کو مسجد (یعنی نماز پڑھنے کی جگہ) اور پاکی (یعنی تیمّم) کا ذریعہ بنا دیا گیا ہے، پس میری امت کے جس شخص کو بھی نماز پالے (یعنی جہاں بھی نماز کا وقت آجائے) اسے چاہئے کہ وہ نماز پڑھ لے، اور تیسرے میرے (اور میری امت کے) لئے (شرعی جہاد کے ذریعے سے حاصل ہونے والے) غنیمت کے مالوں کو حلال کر دیا گیا ہے، جو کہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں کیا گیا تھا، اور چوتھے مجھے (آخرت میں بڑی) شفاعت کا اعزاز عطا کیا گیا، اور پانچویں نبی کو خاص اس کی قوم کی طرف مبعوث کیا (اور بھیجا) جاتا تھا، اور مجھے تمام لوگوں کے لئے مبعوث کیا گیا (اور بھیجا گیا) ہے (بخاری، حدیث 335)

مذکورہ حدیث میں جن پانچ خصوصیات کا ذکر کیا گیا، ان میں سے بعض خصوصیات نبی ﷺ کے واسطہ سے آپ کی امت کو بھی حاصل ہوئیں، جیسا کہ آپ کی امت کے لیے پوری زمین کو نماز پڑھنے کی جگہ اور تیمّم کا ذریعہ بنا دیا گیا، مالِ غنیمت کا حلال ہونا، اور بروزِ قیامت آپ کی شفاعت کا حاصل ہونا، اور سب سے بڑھ کا آپ کا امتی ہونا۔ فللّٰہ الحمد والشکر علیٰ ذالک۔

نیو عباسی الیکٹرونکس

بااختیار ڈیلر
Dawlance
CORONA
UNITED

فریج، ڈیپ فریز، واشنگ مشین، جوسر، استری، گیزر، پکن کی تمام ورائٹی
بہترین ہوم سروس دی جاتی ہے

Deals in: All kind of Electric & Gas Appliances

شہناز پلازہ، چاندنی چوک، مری روڈ راولپنڈی۔ فون: 051-4906381, 0321-5365458

آپ کے دینی مسائل کا حل ادارہ

انگوٹھی پہننے کا حکم (قسط1)

سوال

جناب مفتی محمد رضوان صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ دین مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ میں جیولری کا کام کرتا ہوں، مجھے چند چیزوں کے بارے میں راہنمائی کی ضرورت ہے۔

(1)...... میں انگوٹھیاں وغیرہ بناتا ہوں، آج کل بازار میں مردانہ انگوٹھی کے جو ڈیزائن رائج ہیں، وہ عموماً ساڑھے چار ماشہ سے زیادہ ہوتے ہیں، اس سے کم وزن کے ڈیزائن بھی ہوتے ہیں، لیکن زیادہ تعداد کے ڈیزائن اس وزن سے زیادہ میں بنتے ہیں، اگر اس طرح زیادہ وزن کی انگوٹھی نہ بنائیں، تو مالی اعتبار سے سخت دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا۔

کیا ایسی صورتِ حال میں ساڑھے چار ماشہ سے زیادہ وزن کی انگوٹھی بنانے کی گنجائش ہے؟

(2)...... اس کے علاوہ آج کل مارکیٹ میں جو انگوٹھیاں رائج ہیں، اس میں سونے، چاندی کے علاوہ دوسری دھات، مثلاً پلاڈیم یا پلاٹینم کی انگوٹھیاں بھی بنتی اور فروخت ہوتی ہیں، آپ سے دریافت طلب بات یہ ہے کہ مرد کو چاندی کے علاوہ اور عورت کو سونے اور چاندی کے علاوہ پلاڈیم یا پلاٹینم کی انگوٹھی پہننا جائز ہے یا نہیں؟

(3)...... نیز اگر کسی انگوٹھی میں مغلوب مقدار میں پیتل یا تانبا شامل ہو، زیادہ مقدار سونے کے علاوہ چاندی یا کسی دوسری دھات کی ہو، تو ایسی صورت میں یہ انگوٹھی مرد وعورت کو پہننا جائز ہے یا نہیں؟

براہ مہربانی قرآن وحدیث کی روشنی میں مسئلہ کی وضاحت فرمائیں!

جزاکم اللہ

سائل: محمد قاسم علی مکان نمبر F\193 بلاک، سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی

www.idaraghufran.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب

مکرمی! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ! ہم نے اپنی تالیف ’’حسنِ معاشرت اور آدابِ زندگی‘‘ میں اس مسئلے کو مختصر انداز میں تحریر کردیا ہے، جس کی عبارت درجِ ذیل ہے:

عورتوں اور نابالغ بچیوں کو سونے کی انگوٹھی پہننا جائز ہے۔

اور مرد کو اور اسی طرح نابالغ لڑکے کو سونے کی انگوٹھی پہننا، یا پہنانا منع ہے۔

اور چاندی کی انگوٹھی عورت اور نابالغ لڑکی کو پہننا جائز ہے۔

اور اسی طرح مرد کو بھی چاندی کی انگوٹھی پہننا جائز ہے۔

اور چاندی کی انگوٹھی پر اگر سونے کا اس طرح پانی چڑھالیا جائے کہ اس انگوٹھی کو اگر بھٹی میں پگھلایا جائے، تو اس سے سونا برآمد نہ ہو، تو اس طرح کی انگوٹھی کا مرد کو پہننا، بعض فقہاء کے نزدیک جائز ہے اور بعض کے نزدیک ناجائز ہے، بچنے میں احتیاط ہے۔

اور سونے چاندی کے علاوہ کسی اور چیز کی انگوٹھی پہننا، بعض فقہاء کے نزدیک مرد و عورت دونوں کے لئے مکروہ وممنوع ہے، اور بعض حضرات مرد وعورت دونوں کو اس کی گنجائش دیتے ہیں، خاص کر جب کہ کسی ضرورت کی وجہ سے پہنے(حسنِ معاشرت اور آدابِ زندگی، صفحہ نمبر۱۵۳، حصہ اول، باب نمبر۹ ’’زیب وزینت اور بالوں وناخنوں کے آداب‘‘ مطبوعہ: ادارہ غفران، راولپنڈی، طباعتِ سوم: رجب1438ھ اپریل2017ء)

اجمالی اور مختصر حکم تو یہی ہے، جو مذکورہ عبارت میں ذکر کیا گیا۔اب اس کی کچھ تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔لیکن آپ کے سوالوں کے جوابات سے پہلے سونے، چاندی وغیرہ کی انگوٹھی سے متعلق، چند احادیث وروایات ضروری تشریح وتوضیح کے ساتھ، ذکر کی جاتی ہیں، جس کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ محدثین وفقہائے کرام کی عبارات اور ان کے ذیل میں آپ کے سوالوں کے جوابات اور افادۂ مزیدہ کے طور پر متعلقہ مسائل ذکر کیے جائیں گے۔

www.idaraghufran.org

انگوٹھی سے متعلق احادیث وروایات

مرد وعورت کو مختلف اقسام کی انگوٹھی پہننے سے متعلق کئی احادیث وروایات مروی ہیں، جن کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرِيْرًا بِيَمِيْنِهٖ وَذَهَبًا بِشِمَالِهٖ فَقَالَ: أُحِلَّ لِإِنَاثِ أُمَّتِيْ، وَحُرِّمَ عَلٰى ذُكُوْرِهَا (مسند احمد، رقم الحديث ۱۹۵۰۲) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ میں ریشم کو، اور بائیں ہاتھ میں سونے کو اٹھا کر فرمایا کہ ان کو میری امت کی عورتوں پر حلال کر دیا گیا ہے، اور میری امت کے مَردوں پر حرام کر دیا گیا ہے (مسند احمد)

عورتوں کے لیے حلال کیے جانے کے اصولی حکم میں انگوٹھی بھی داخل ہے۔

جس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو سونے کی انگوٹھی پہننا جائز ہے، اور جب سونے کی انگوٹھی پہننا جائز ہے، تو چاندی کی انگوٹھی پہننا بدرجہ اولیٰ جائز ہے، کیونکہ چاندی کا حکم، سونے کے مقابلے میں ہلکا ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔ [2]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قَدِمَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِلْيَةٌ مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ ، أَهْدَاهَا لَهُ، فِيْهَا خَاتَمٌ مِنْ ذَهَبٍ فِيْهِ فَصٌّ حَبَشِيٌّ، قَالَتْ: فَأَخَذَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعُوْدٍ مُعْرِضًا عَنْهُ — أَوْ بِبَعْضِ أَصَابِعِهٖ — ثُمَّ دَعَا أُمَامَةَ

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح بشواهده (حاشية مسند احمد)

[2] ومعلوم أن الذهب أشد حرمة من الفضة ألا يرى أنه رخص -عليه الصلاة والسلام- التختم بالفضة للرجال ولا رخصة فى الذهب أصلا فكان النص الوارد فى الفضة واردا فى الذهب دلالة من طريق الأولى كتحريم التأفيف مع تحريم الضرب والشتم (بدائع الصنائع فى ترتيب الشرائع، ج۵، ص ۱۳۲)

www.idaraghufran.org

ابْنَةَ أَبِي الْعَاصِ، ابْنَةَ ابْنَتِهِ زَيْنَبَ، فَقَالَ: تَحَلَّي بِهَذَا يَا بُنَيَّةُ (سنن ابی داؤد، رقم الحديث ۴۲۳۵، باب فی الذهب للنساء) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ’’نجاشی‘‘ کی طرف سے زیورات کا ہدیہ آیا، جو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کیا تھا، اس میں سونے کی انگوٹھی بھی تھی، جس میں حبشی نگینہ جڑا ہوا تھا، اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لکڑی یا اپنی کسی انگلی سے اٹھایا، کیونکہ آپ اس کو پسند نہیں کر رہے تھے، پھر امامہ بنتِ ابی العاص کو بلایا، جو کہ آپ کی بیٹی زینب کی بیٹی تھیں، اور فرمایا کہ اے بیٹی! آپ اس کو پہن لو (سنن ابی داؤد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کو سونے کی انگوٹھی پہننا جائز ہے۔ [2]

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نَهَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّخَتُّمِ بِالذَّهَبِ (مسلم، رقم الحديث ۲۰۷۸ "۳۱")

ترجمہ: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ (صحيح البخارى، رقم الحديث ۵۸۶۴)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی سے منع فرمایا (بخاری)

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده حسن: فقد صرح محمد بن إسحاق بالتحديث، فانتفت شبهة تدليسه.
ابن نُفيل: هو عبد الله بن محمد بن علی بن نُفيل الحرانی.
وأخرجه ابن ماجه (3644) من طريق محمد بن إسحاق، بهذا الإسناد.
وهو فی "مسند أحمد.(24880) "(حاشية سنن ابی داؤد)

[2] (قالت) عائشة: (فأخذه) أی الخاتم (رسول الله – صلى الله عليه وسلم – بعود معرضا عنه، أو للشک من الراوی (ببعض أصابعه، ثم دعا أمامة بنت أبی العاص – بنت ابنته زينب –) زوجة أبی العاص (فقال: تحلی بهذا يا بنية!)، فيه دليل على إباحة الذهب للنساء فی لبسه من الحلی، وأما استعماله بغير الحلی فی الظروف وغيرها فهو حرام عليهن، كما على الرجال (بذل المجهود فی حل سنن ابی داؤد، ج۱۲ ص ۲۶۲، كتاب الخاتم، باب ما جاء فی الذهب للنساء)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ مرد کو سونے کا زیور اور سونے کی انگوٹھی پہننا جائز نہیں۔
لیکن چاندی کی انگوٹھی پہننا جائز ہے۔

اور اس حدیث میں چاندی کی انگوٹھی کے لیے وزن کی کوئی خاص مقدار متعین نہیں کی گئی، جس سے متعدد فقہائے کرام نے یہ استدلال کیا کہ مرد کو چاندی کی انگوٹھی، ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشہ سے زیادہ کی پہننا بھی جائز ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ أَوْ حَلْقَةِ الذَّهَبِ

(مسند ابی یعلیٰ الموصلی، رقم الحدیث ۳۸۶)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی یا سونے کے چھلے سے منع فرمایا ہے (مسند ابی یعلیٰ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ، وَجَعَلَ فَصَّهُ: مِمَّا يَلِيْ كَفَّهُ، فَاتَّخَذَهُ النَّاسُ، فَرَمٰى بِهٖ وَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ أَوْ فِضَّةٍ (بخاری، رقم الحدیث ۵۸۶۵)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی، اور اس کے نگینہ کو ہتھیلی کی طرف رکھا، لوگوں نے بھی اسی طرح سونے کی انگوٹھیاں بنوائیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سونے کی انگوٹھی کو پھینک دیا، اور چاندی کی انگوٹھی بنوائی (بخاری)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ، وَجَعَلَ فَصَّهُ مِمَّا يَلِيْ كَفَّهُ، وَنَقَشَ فِيْهِ: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ، فَاتَّخَذَ النَّاسُ مِثْلَهُ، فَلَمَّا رَآهُمْ قَدِ اتَّخَذُوْهَا رَمٰى بِهٖ وَقَالَ: لَا أَلْبَسُهُ أَبَدًا. ثُمَّ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ، فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَ الْفِضَّةِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَلَبِسَ الْخَاتَمَ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُوْ بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، ثُمَّ عُثْمَانُ،

حَتّٰی وَقَعَ مِنْ عُثْمَانَ فِیْ بِئْرِ أَرِیْسَ (بخاری، رقم الحدیث ۵۸۶۶)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے یا چاندی کی انگوٹھی بنوائی، اوراس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھا، اس میں ''محمد رسول اللہ'' کندہ تھا، لوگوں نے بھی اسی طرح کی انگوٹھی بنوائی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو دیکھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس (سونے کی انگوٹھی) کو پھینک دیا، اور فرمایا کہ میں اس کو نہیں پہنوں گا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی، تو لوگوں نے بھی چاندی کی انگوٹھیاں پہننا شروع کردیں، حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسی چاندی کی انگوٹھی کو حضرت ابوبکر نے، پھر حضرت عمر نے، پھر حضرت عثمان نے پہنا، یہاں تک کہ حضرت عثمان سے وہ انگوٹھی ''بئرِ اریس'' (نام کے کنویں) میں گرگئی (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے سونے کی انگوٹھی بنوا کر پہنی تھی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی سونے کی انگوٹھیاں پہنی تھیں، لیکن بعد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی کو پھینک دیا تھا، جس کو دیکھ کر صحابۂ کرام نے بھی سونے کی انگوٹھیوں کو پہننا چھوڑ دیا، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی، اوراس کو آخری وقت تک پہنا، اور خلفائے راشدین اور صحابۂ کرام نے بھی چاندی کی انگوٹھی کو پہنا، لہٰذا مرد کو چاندی کی انگوٹھی کا پہننا جائز ہوا۔

اور مذکورہ احادیث میں چونکہ چاندی کی انگوٹھی کے وزن کی کوئی خاص مقدار متعین نہیں کی گئی، جس سے متعدد فقہائے کرام نے مرد کو حسبِ منشا، وحسبِ عرف چاندی کی انگوٹھی پہننا جائز قرار دیا ہے، خواہ اس کی مقدار ایک مثقال، یعنی ساڑھے چار ماشہ یا اس سے زیادہ کیوں نہ ہو، جب تک اس میں کوئی گناہ شامل نہ ہو، مثلاً حد سے تجاوز یا عورتوں کی مشابہت وغیرہ۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ امْرَأَۃٌ، فَقَالَتْ:إِنَّہَا قَدْ وَہَبَتْ نَفْسَہَا لِلّٰہِ وَلِرَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ:مَا لِیْ فِی النِّسَاءِ مِنْ حَاجَۃٍ، فَقَالَ

رَجُلٌ: زَوِّجْنِيهَا، قَالَ: أَعْطِهَا ثَوْبًا، قَالَ: لَا أَجِدُ، قَالَ: أَعْطِهَا وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ (بخاری، رقم الحديث ٥٠٢٩)

ترجمہ: ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، اوراس نے کہا کہ میں نے اپنے آپ کو، اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہبہ کردیا ہے (یعنی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح پر راضی ہوں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اس وقت عورتوں کی حاجت نہیں، پھر (وہاں پر موجود) ایک صحابی نے عرض کیا کہ آپ اس کا مجھ سے نکاح کردیجئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو کپڑا دے دو، اس نے جواب میں عرض کیا کہ وہ میرے پاس نہیں ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ دے دو، اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو (بخاری)

مذکورہ حدیث میں لوہے کی انگوٹھی کو ''مہر'' بنانے کا ذکر ہے، جس سے بعض فقہائے کرام نے یہ استدلال کیا ہے کہ لوہے کی انگوٹھی پہننا جائز ہے، اور ایسی لوہے کی انگوٹھی پہننا بھی جائز ہے، جس پر چاندی کا خول یا پانی چڑھا ہوا ہو، یعنی چاندی کی قلعی چڑھی ہوئی، یا چاندی کی پالش ہوئی ہو، یا چاندی کا نگینہ لگا ہوا ہو۔

رہا بعض حضرات کا یہ تاویل کرنا کہ ممکن ہے کہ یہ انگوٹھی پہننے کے لیے نہ ہو، تو یہ تاویل زیادہ وزنی معلوم نہ ہوسکی، کیونکہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں اس کا پہننا جائز نہ ہوتا، تو آپ لوہے کی انگوٹھی کا حکم کیوں فرماتے، کیونکہ انگوٹھی تو عادتاً پہننے کے لیے ہی ہوتی ہے، یا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم، اس موقعِ بیان پر کم از کم پہننے سے تو منع فرما ہی دیتے، اور جب ایسا نہ فرمایا، تو اس سے لوہے کی انگوٹھی کے پہننے کی ایک درجہ میں گنجائش نکل آئی، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

عمار بن ابی عمار سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى فِي يَدِ رَجُلٍ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ: أَلْقِ ذَا، فَأَلْقَاهُ، فَتَخَتَّمَ بِخَاتَمٍ مِنْ حَدِيدٍ، فَقَالَ: ذَا شَرٌّ مِنْهُ، فَتَخَتَّمَ بِخَاتَمٍ مِنْ فِضَّةٍ، فَسَكَتَ عَنْهُ (مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ١٣٢)

ترجمہ:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی،تو آپ نے فرمایا کہ اس کو پھینک دو،اس نے اس کو پھینک دیا،پھر اس نے لوہے کی انگوٹھی پہن لی،تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اس سے زیادہ شر والی ہے،پھر اس نے چاندی کی انگوٹھی پہن لی،تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمائی (مسند احمد)

اس حدیث میں چاندی کی انگوٹھی پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سکوت اختیار فرمانے کا ذکر ہے،اور کسی خاص وزن کی انگوٹھی کا ذکر نہیں،جس سے چاندی کی انگوٹھی کا جائز ہونا معلوم ہوتا ہے،کسی وزن کی تخصیص کے بغیر۔

جہاں تک لوہے کی انگوٹھی کا تعلق ہے،تو اس کی وجہ خود مذکورہ روایت کے راوی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایات میں آتی ہے،اور باقی تفصیل آگے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ضمن میں آتی ہے۔

بصرہ کے عامل حضرت زیاد سے مروی ہے کہ:

وَفَدْنَا إِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَعَ الْأَشْعَرِيِّ , فَرَأٰى عَلَيَّ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ.فَقَالَ عُمَرُ:لَقَدْ تَشَبَّهْتُمْ بِالْعَجَمِ ,ثَلَاثًا يَقُوْلُهَا: تَخَتَّمُوْا بِهٰذَا الْوَرِقِ. قَالَ:فَقَالَ الْأَشْعَرِيُّ: أَمَّا أَنَا , فَخَاتَمِيْ حَدِيْدٌ , فَقَالَ عُمَرُ: ذَاكَ أَخْبَثُ وَأَنْتَنُ(شرح معانی الآثار، رقم الحديث ٦٧٨٤)

ترجمہ:ہم اشعری کے ساتھ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے،تو انہوں نے مجھے سونے کی انگوٹھی پہنے ہوئے دیکھا،تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم نے تو عجمی لوگوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرلی،یہ بات آپ نے تین مرتبہ بیان فرمائی،اور فرمایا کہ تم اس چاندی کی انگوٹھی کو پہنو،اشعری نے کہا کہ میری انگوٹھی تو لوہے کی ہے،تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ تو خبیث اور بہت بدبودار ہے(شرح معانی الآ ثار)

حضرت ابنِ سیرین سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عُـمَـرَ بْـنَ الْـخَطَّابِ، رَأٰى عَلٰى رَجُلٍ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ، فَأَمَرَهٗ أَنْ يُلْقِيَهٗ فَـقَـالَ زِيَـادٌ: يَـا أَمِيـرَ الْمُؤْمِنِيْنَ: إِنَّ خَاتَمِيْ مِنْ حَدِيْدٍ، قَالَ: ذٰلِکَ أَنْتَنُ وَأَنْتَنُ(جامع معمر بن راشد،مشمولة: مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ١٩٤٧٣)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو سونے کی انگوٹھی پہنے ہوئے دیکھا، تو آپ نے اسے یہ حکم فرمایا کہ اس کو نکال دے(بصرہ کے عامل) زیاد نے کہا کہ اے امیر المومنین! میری انگوٹھی لوہے کی ہے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ تو بہت بدبودار ہے، اور بہت بدبودار ہے (مصنف عبدالرزاق)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مذکورہ روایت کو نقل کرنے والے، محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ:

''لوہے کی انگوٹھی پہننے میں حرج نہیں، مگر اس کی بدبو مکروہ ہے'' [1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سونے کی انگوٹھی کے تو اتارنے کا حکم فرمایا، لیکن لوہے کی انگوٹھی کے اتارنے کا حکم نہیں فرمایا، البتہ اس کے بدبودار ہونے کی وجہ بیان فرمائی۔

بہت سے فقہائے کرام نے بھی لوہے کی انگوٹھی کو حرام قرار نہیں دیا، البتہ اس وجہ سے مکروہ قرار دیا ہے کہ اس میں زنگ یا بو پیدا ہو جاتی ہے، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مذکورہ روایت کو نقل کرنے والے راوی ''محمد بن سیرین'' نے بھی لوہے کی انگوٹھی کو جائز اور بدبو کی وجہ سے مکروہ قرار دیا۔

یعنی انہوں نے بھی کراہت کی اسی علت اور وجہ کو سمجھا، جبکہ راوی، اپنی روایت کے معنیٰ کو دوسرے سے بہتر سمجھتا ہے۔

اور اسی وجہ سے اگر لوہے کی انگوٹھی پر چاندی وغیرہ کا خول یا پانی چڑھا ہوا ہو، یا چاندی کی قلعی چڑھی ہوئی، یا چاندی کی پالش ہوئی ہو، تو پھر زنگ اور بو سے حفاظت ہو جاتی ہے، اور وہ کراہت بھی باقی نہیں رہتی، جیسا کہ آگے اپنے مقام پر آتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى عَلٰى بَعْضِ أَصْحَابِهٖ خَاتَمًا مِنْ

---

[1] حدثنا يزيد، عن هشام، قال: سئل محمد عن خاتم الحديد؟ فقال: لا بأس، إلا أن يكره ريحه(مُصنف ابن أبى شيبة،فى خاتم الحديد)

ذَهَبٍ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ، فَأَلْقَاهُ وَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ، فَقَالَ: هَذَا شَرٌّ، هَذَا حِلْيَةُ أَهْلِ النَّارِ، فَأَلْقَاهُ، فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ، فَسَكَتَ عَنْهُ (مسند احمد، رقم الحديث ٦٥١٨)

ترجمہ: ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اعراض فرمایا، اس نے وہ پھینک کر لوہے کی انگوٹھی بنوالی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تو اس سے بھی بری ہے، یہ تو اہلِ جہنم کا زیور ہے، اس نے وہ پھینک کر چاندی کی انگوٹھی بنوالی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر سکوت فرمایا (مسند احمد)

مذکورہ حدیث میں چاندی کی انگوٹھی کے پہننے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خاموشی اختیار فرمانے کا ذکر ہے، جس سے فقہائے کرام نے مرد کے لیے چاندی کی انگوٹھی پہننے کے جائز ہونے پر استدلال کیا ہے۔

اور مذکورہ حدیث میں چونکہ چاندی کی انگوٹھی کے وزن کی کوئی خاص مقدار مذکور نہیں، اس لیے متعدد فقہائے کرام نے وزن کی تخصیص و پابندی کے بغیر، مرد کو حسبِ عادت وحسبِ عرف چاندی کی انگوٹھی پہننا جائز قرار دیا ہے۔

اور مذکور حدیث سے بعض فقہائے کرام نے لوہے کی انگوٹھی پہننے کے ناجائز ہونے پر استدلال کیا ہے، جبکہ بہت سے حضرات نے اس ممانعت کو کراہتِ تنزیہی پر محمول کیا ہے، اور اس کے لیے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ وغیرہ کی گزشتہ اور آئندہ آنے والی احادیث سے استدلال کیا ہے۔

نیز بعض روایات میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی لوہے کی انگوٹھی تھی، جس پر چاندی کا پانی چڑھا ہوا تھا۔

آج کل بھی مختلف طریقوں سے چاندی کا خول یا پانی چڑھا دیا جاتا ہے، یا بالفاظِ دیگر قلعی چڑھا دی جاتی ہے، جس کو پالش کرنا بھی کہا جاتا ہے۔

بعض روایات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس انگوٹھی کو پہننے کا بھی ذکر ہے۔ [1]

اور یہ بات معلوم ہے کہ انگوٹھی عام طور پر انگلی میں پہنی جاتی ہے۔

ان روایات سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ لوہے وغیرہ کی انگوٹھی پہننا حرام نہیں، اگرچہ مکروہ ہے، اور جب اس پر چاندی وغیرہ کا پانی یا خول چڑھا دیا جائے، اور اس کی بدبو پیدا ہونے سے حفاظت ہو جائے، تو پھر یہ کراہت بھی دور ہو جاتی ہے، البتہ حنفیہ نے مشہور قول کے مطابق خالص لوہے کی انگوٹھی کے ناجائز ہونے کی روایات کو ترجیح دی۔

تاہم احتیاط اسی میں ہے کہ خالص لوہے کی انگوٹھی نہ پہنی جائے اور اگر کوئی پہنے تو اس پر چاندی وغیرہ کی پالش کرا کر ہی پہنے، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک انگوٹھی بھی اسی طرح کی تھی۔

اور اگر پلاٹینم کی پالش کرالی جائے، تو بھی جائز ہے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَأٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ يَدِ رَجُلٍ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ: مَا لَكَ وَلِحُلِيِّ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: فَجَاءَ وَقَدْ لَبِسَ خَاتَمًا مِنْ صُفْرٍ. فَقَالَ: أَجِدُ مَعَكَ رِيحَ أَهْلِ الْأَصْنَامِ. قَالَ: فَمِمَّ أَتَّخِذُهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: مِنْ فِضَّةٍ (مسند احمد، رقم الحديث ٢٣٠٣٤)

---

[1] حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَضْرَمِيُّ، وَالْحُسَيْنُ بْنُ إِسْحَاقَ التُّسْتَرِيُّ، قَالَا: ثنا يَحْيَى الْحِمَّانِيُّ، ثنا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ، عَنْ أَبِيهِ سَعِيدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي يَدِهِ خَاتَمٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا خَالِدُ مَا هَذَا الْخَاتَمُ؟ قَالَ: خَاتَمٌ اتَّخَذْتُهُ قَالَ: فَاطْرَحْهُ إِلَيَّ قَالَ: فَطَرَحْتُهُ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ خَاتَمٌ مِنْ حَدِيدٍ مُلَوَّنٍ عَلَيْهِ فِضَّةٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا نَقْشُهُ؟ قُلْتُ: مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَبِسَهُ وَهُوَ الْخَاتَمُ الَّذِي كَانَ فِي يَدِهِ (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ٤١١٨)

قال الهيثمی: رواه الطبرانی، وفيه يحيى بن عبد الحميد الحمانی وهو ضعيف (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٨٧٢٥، باب ما جاء فی الخاتم)

حدثنا يزيد، قال: أخبرنا محمد بن راشد، قال: حدثنا مكحول، قال: كان خاتم رسول الله صلى الله عليه وسلم حديدا ملوی، عليه فضة، بادی (مصنف ابن أبی شيبة، رقم الحديث ٢٥٦٤١، فی خاتم الحديد)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی، تو اس سے فرمایا کہ تم اہلِ جنت کا زیور دنیا میں کیوں پہنتے ہو؟ اگلی مرتبہ وہ آیا، تو اس نے پیتل کی انگوٹھی پہن رکھی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے تم سے بتوں کے بچاریوں جیسی بو آتی ہے (کیونکہ اس زمانے میں بت پیتل سے بنتے تھے) اس نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! پھر میں کس چیز کی انگوٹھی بناؤں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا کہ چاندی کی (مسند احمد)

مذکورہ حدیث سے بھی بعض فقہائے کرام نے، مرد کے لیے سونے اور پیتل کی انگوٹھی پہننے کے ناجائز ہونے پر استدلال کیا ہے، جبکہ دیگر فقہائے کرام نے دوسری احادیث کے پیشِ نظر اس کو کراہتِ تنزیہی پر محمول کیا ہے، اور فرمایا کہ جب پیتل کی انگوٹھی پہننے میں بت پرستوں کے ساتھ مشابہت لازم نہ آتی ہو، تو جائز ہے، نیز لوہے کی انگوٹھی کے مکروہ ہونے کی وجہ بدبو پیدا ہونا ہے، پس جس نوعیت کی دھات میں اس قسم کی چیزوں سے حفاظت ہو، اس میں کراہت نہیں ہوگی، جیسا کہ پہلے گزرا۔ [1]

بہرحال مذکورہ حدیث سے بھی مرد کے لیے چاندی کی انگوٹھی پہننے کا جائز ہونا معلوم ہوتا ہے، جس میں وزن کی کسی خاص مقدار کا ذکر نہیں، اور یہ مضمون کئی دوسری احادیث وروایات کے مطابق ہے، جیسا کہ گزرا۔

---

[1] وروى عن عبد الله بن عمرو، مرفوعا فى كراهية التختم بالحديد، وقوله حين اتخذه هذا أخبث وأخبث، وليس بالقوى قال الشيخ: " ويشبه أن يكون هذا النهى نهى كراهية، وتنزيه فكره الخاتم من الشبه وقال: أجد منك ريح الأصنام، ولأن الأصنام كانت تتخذ من الشبه و كره الخاتم من الحديد من أجل ريحه وقال: أرى عليك حلية أهل النار أنه زى بعض الكفار الذين هم أهل النار، والله أعلم "فقد روينا فى الحديث الثابت عن سهل بن سعد: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال للذى أراد أن يزوجه: " التمس ولو خاتما من حديد (شعب الايمان، ج٨، ص ٣٥٦، فصل فى تحلى الرجال)

ولا تتمه مثقالا وفى سنده أبو طيبة بفتح المهملة وسكون التحتانية بعدها موحدة اسمه عبد الله بن مسلم المروزى قال أبو حاتم الرازى يكتب حديثه ولا يحتج به وقال بن حبان فى الثقات يخطء ويخالف فإن كان محفوظا حمل المنع على ما كان حديدا صرفا وقد قال التيفاشى فى كتاب الأحجار خاتم الفولاذ مطردة للشيطان إذا لوى عليه فضة فهذا يؤيد المغايرة فى الحكم ثم ذكر حديث سهل بن سعد فى قصة الواهبة (فتح البارى لابنِ حجر، ج١٠ ص٣٢٣، قوله باب خاتم الحديد)

البتہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ایک مثقال یا اس سے کم وزن کی انگوٹھی کا ذکر ہے۔

چنانچہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ حَدِيْدٍ، فَقَالَ: مَا لِيْ أَرٰى عَلَيْكَ حِلْيَةَ أَهْلِ النَّارِ؟ ثُمَّ جَائَهُ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ صُفْرٍ، فَقَالَ: مَا لِيْ أَجِدُ مِنْكَ رِيْحَ الْأَصْنَامِ؟، ثُمَّ أَتَاهُ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ: اِرْمِ عَنْكَ حِلْيَةَ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟، قَالَ: مِنْ أَيِّ شَيْءٍ أَتَّخِذُهُ؟ قَالَ: مِنْ وَرِقٍ، وَلَا تُتِمَّهُ مِثْقَالًا (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۱۷۸۵)

ترجمہ: ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، تو اس کی انگلی میں لوہے کی انگوٹھی تھی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا بات ہے، میں تمہارے ہاتھوں میں اہلِ جہنم کا زیور دیکھ رہا ہوں؟ جب وہ دوبارہ حاضر ہوا، تو اس کے ہاتھ میں پیتل کی انگوٹھی تھی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا بات ہے کہ میں تم سے بتوں کی بو پا رہا ہوں (کیونکہ بت پرست پیتل کے بت بناتے ہیں) پس جب وہ تیسری مرتبہ حاضر ہوا، تو اس کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی تھی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے سے اہل جنت کا زیور، اتار کر پھینک دو (یعنی سونے کا زیور مرد حضرات کے لیے جنت میں حلال ہوگا، دنیا میں حلال نہیں) اس نے عرض کیا کہ تو میں کس چیز کی انگوٹھی بنواؤں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چاندی کی، اور وہ بھی ایک مثقال پوری نہ ہونے دو (یعنی ایک مثقال سے کم ہو) (ترمذی)

مذکورہ حدیث کو نقل کرنے کے بعد امام ترمذی نے فرمایا کہ ''یہ حدیث غریب ہے'' [1]

جس کا مطلب یہ ہے کہ اس حدیث کے مذکورہ الفاظ، میں ایک راوی نے تفرد اختیار کیا ہے، یعنی وہ الفاظ صرف ایک راوی سے ہی مروی ہیں، نہ تو دوسرے راویوں سے مروی ہیں، اور نہ اس کی تائید دوسری روایات سے ہوتی ہے۔

---

[1] هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ. وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو. وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُسْلِمٍ يُكْنَى أَبَا طَيْبَةَ وَهُوَ مَرْوَزِيٌّ (حوالہ بالا)

www.idaraghufran.org

اوراس روایت کے ایک راوی کے بارے میں کلام آ گے آ تا ہے، جنہوں نے مذکورہ الفاظ میں تفرد اختیار کیا ہے۔ [1]

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے ہی امام نسائی نے روایت کیا ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ حَدِيْدٍ، فَقَالَ: مَا لِيْ أَرٰى عَلَيْكَ حِلْيَةَ أَهْلِ النَّارِ؟ فَطَرَحَهُ، ثُمَّ جَائَهُ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ شَبَهٍ، فَقَالَ: مَا لِيْ أَجِدُ مِنْكَ رِيْحَ الْأَصْنَامِ؟ فَطَرَحَهُ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مِنْ أَيِّ شَيْءٍ أَتَّخِذُهُ؟ قَالَ: اتَّخِذْهُ مِنْ وَرِقٍ، وَلَا تُتِمَّهُ مِثْقَالًا (السنن الکبریٰ للنسائی، رقم الحدیث ۹۴۴۲)

ترجمہ: ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور وہ لوہے کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تم اہلِ جہنم کا زیور پہن رہے ہو (یہ سن کر) اس نے وہ انگوٹھی اتار کر پھینک دی، پھر وہ شخص آیا اور وہ پیتل کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم سے بتوں کی بدبو محسوس کررہا ہوں (کیونکہ بت پیتل کے تیار ہوتے ہیں) اس شخص نے وہ انگوٹھی اتار کر پھینک دی، اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! پھر میں انگوٹھی کس چیز کی بناؤں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چاندی کی، لیکن اس کو ایک مثقال پوری نہ ہونے دو (نسائی)

---

[1] (من غریب) أی :حدیث غریب :وهو ما تفرد به الراوی عن سائر رواته، ولم يشرک معه أحدا فی روايته عن الراوی عنه (أو ضعيف) : وهو ما لم يجتمع فيه صفات الصحيح، والحسن بأن يكون فی أحد رواته قدح، أو تهمة (أو غيرهما) : اعتبارا لا حقيقة، إذ ما عدا الصحيح والحسن داخل تحت أنواع الضعيف .والمراد بغيرهما نحو منكر :وهو ما رده قطعی، أو رواه ضعيف مخالف لثقة، أو شاذ:وهو ما خالف الثقة من هو أوثق منه(مرقاة المفاتيح، ج ۱ ص۳۷، ۳۸، مقدمة المؤلف)

(وما ذكرنا فی هذا الكتاب حديث غريب إلخ) حاصل كلامه أن للغريب ثلاثة معان:

الأول: أنه قد يكون السند فردا واحدا، والثانی أن يكون الحديث مرويا بأسانيد مثلا مروی بعشر أسانيد، ثم لم نروه عن آخر، فوجدنا عمن لم نروه عنه فيسمى بالغريب من هذا الوجه، والثالث: أن تكون قطعة من حديث معروفة عند المحدثين، فأتى راو بزيادة قطعة أخرى أو جملة أخرى وهو ثقة، فهو غريب من تلك الجملة ويسمى بالغريب النسبی(العرف الشذی للكشميری، ج۵ ص ۱۱۱، كتاب العلل)

www.idaraghufran.org

مذکورہ حدیث کو نقل کرنے کے بعد امام نسائی نے فرمایا کہ ''یہ حدیث منکر ہے'' [1]

اس سے بھی معلوم ہوا کہ امام نسائی، اس حدیث کی سند کو ضعیف سمجھتے ہیں۔ [2]

مذکورہ حدیث میں ایک راوی ''عبداللہ بن مسلم سامی'' پائے جاتے ہیں، جن کے متعلق ابوحاتم نے فرمایا کہ:

''ان کی حدیث کو لکھ تو لیا جائے گا، لیکن ان کی حدیث سے حجت اور دلیل نہیں پکڑی جائے گی'' اور ابنِ حبان نے ان کو ''ثقہ'' راوی قرار دیا ہے، لیکن ساتھ ہی فرمایا کہ ''ان سے خطا کا ارتکاب ہوتا ہے، اور معتبر راویوں کی مخالفت صادر ہوتی ہے'' [3]

جس سے معلوم ہوا کہ مذکورہ راوی کے حافظہ میں کمزوری پائی جاتی ہے، جس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ اس سے پہلی حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی ہی روایت میں ایک مثقال وغیرہ کی کوئی قید مذکور نہیں۔

مذکورہ حدیث ''سنن ابی داؤد'' میں بھی موجود ہے۔ [4]

---

[1] قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: هَذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ(السنن الکبریٰ للنسائی، تحت رقم الحدیث ۹۴۴۲)

[2] المنكر – فی اصطلاح أرباب الأصول من المحدثين – حديث من فحش غلطه، أو كثرت غفلته، أو ظهر فسقه على ما في شرح النخبة(مرقاه المفاتیح، ج۷ص ۲۷۲۴، کتاب الأطعمة)

ثم المنكر من الحديث ما يكون راو من رواة سنده بعيدا عن الضبط جدا(مرقاة المفاتیح، ج۷ص ۲۹۴۸، کتاب الآداب، باب السلام)

[3] "د ت س – عبد الله "بن مسلم السامي أبو طيبة قاضي مرو روى عن عبد الله بن بريدة وإبراهيم بن عبيد وسفر الكوفي مولى سعد وأبي مجلز وعنه زيد بن الحباب وأبو تميلة وعيسى بن موسى غنجار وابن ناجية وعبدان بن عثمان وغيرهم قال أبو حاتم يكتب حديثه ولا يحتج به وذكره ابن حبان في الثقات وقال يخطىء ويخالف قلت وأخرج له في صحيحه حديثا انفرد به عن عبد الله بن بريدة عن أبيه في الخاتم(تہذیب التہذیب لابنِ حجر، ج۶ ص ۳۰، تحت رقم الترجمة ۴۸)

[4] عن عبد الله بن مسلم أبي طيبة السلمي المروزي، عن عبد الله بن بريدة،عن أبيه: أن رجلا جاء إلى النبي –صلى الله عليه وسلم– وعليه خاتم من شبه، فقال له: " ما لي أجد منك ريح الأصنام؟ "فطرحه، ثم جاء وعليه خاتم من حديد، فقال: " ما لي أرى عليك حلية أهل النار؟ "فطرحه، فقال: يا رسول الله – صلى الله عليه وسلم –، من أي شيء أتخذه؟ قال: اتخذه من ورق، ولا تتمه مثقالا "(سنن ابی داؤد، رقم الحديث ۴۲۲۳، باب في خاتم الحديد)

لیکن اس حدیث کی سند کو بعض اہلِ علم حضرات نے مذکورہ راوی کی وجہ سے ضعیف ہی قرار دیا ہے۔ ۱؎

البتہ بعض حضرات نے اس حدیث کو سند کے اعتبار سے ''حسن'' قرار دیا ہے، کیونکہ ''عبداللہ بن مسلم سامی'' کو بعض حضرات نے ''صالحُ الحدیث'' فرمایا ہے۔ ۲؎

۱؎ قال شعيب الارنؤوط:

إسناده ضعيف لضعف عبد الله بن مسلم السُّلمي المروزی .الحسن بن علی: هو الحُلْوانی الخلَّال.

وأخرجه الترمذی (1888)، والنسائی فی "الكبری (9442) "من طريق عبد الله بن مسلم السُّلمی، به .وقال الترمذی: هذا حديث غريب، وقال النسائی: هذا حديث منكر.

وهو فی "صحيح ابن حبان!(5488) "

وفی باب النهی عن خاتم الحديد عند الطبرانی فی "الأوسط (2072) "عن عمرو ابن شعيب عن أبيه، عن جده: أن النبی – صلَّى الله عليه وسلم – نهى عن خاتم الذهب، وخاتم الحديد.

وإسناده حسن.

قال المناوی فی "فيض القدير :328 /6 "والنهی عن الحديد للتنزيه عند الجمهور.

قال: وهذا الحديث قد عُورِضَ بالحديث المارّ: " التمس ولو خاتماً من حديد "وأجيب بأنه لا يلزم من جواز الالتماس والاتخاذ جواز اللبس، فيحتمل أنه أراد تحصيله لتنتفع بقيمته المرأة على أن بعضهم حمل النهی على الحديد الصرف.

وقوله: " اتخذه من وِرِق ولا تتمه مثقالاً، وهذا على ضعف سنده يعارض حديث أبی هريرة مرفوعاً بلفظ "ولكن عليكم بالفضة فالعبوا بها "أخرجه المصنف برقم (4236)وإسناده صحيح(حاشية سنن ابی داوٗد)

۲؎ حدثنا عبد الله بن مسلم أبو طيبة، عن عبد الله بن بريدة،عن أبيه قال: جاء رجل إلى النبی – صلى الله عليه وسلم – وعليه خاتم من حديد فقال: " ما لی أرى عليک حلية أهل النار؟ "فطرحه .ثم جاء وعليه خاتم من شبه فقال: " ما لی أجد منک ريح الأصنام؟ ."فقال: يا رسول الله، من أی شیء أتخذه؟ قال: " من ورق، ولا تتمه مثقالا "(موارد الظمآن الیٰ زوائد ابنِ حبان، رقم الحديث ١٤٦٧، باب ما جاء فی الخاتم)

قال حسين سليم اسد الدارانی:إسناده حسن، عبد الله بن مسلم أبو طيبة ترجمه البخاری فی الكبير 5/191 ولم يورد فيه جرحا ولا تعديلا، وقال ابن أبی حاتم فی "الجرح والتعديل" :165 /5 "وسألت أبی عنه فقال: يكتب حديثه ولا يحتج به ."ووثقه ابن حبان، وقال الذهبی فی الكاشف: " قال أبو حاتم: لا يحتج به، وقواه غيره ."وقال كذلک أيضا فی المغنی .ولكنه قال فی "ميزان الاعتدال " :504 /2 "صالح الحديث"، وقال الحافظ فی تقريبه: " صدوق، يهم."

والحديث فی الإحسان 411 /7برقم .(5464)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

پھر مذکورہ روایات میں تو ایک مثقال سے کم ہونے کا ذکر ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرد کو چاندی کی ایک مثقال سے کم مقدار جائز ہے، لیکن ''مسند البزار'' کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

''ولا تزد علی مثقال''

یعنی''ایک مثقال سے زیادہ نہ ہو'' [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وأخرجه أبو داود في الخاتم (4223)باب: ما جاء في خاتم الحديد، من طريق الحسن بن علي، ومحمد بن عبد العزيز بن أبي رزمه، وأخرجه الترمذي في اللباس (1786)باب: ما جاء في الخاتم الحديد، من طريق محمد بن حميد.

وأخرجه النسائي في الزينة 172 /8باب: مقدار ما يجعل في الخاتم من الفضة، من طريق أحمد بن سليمان، جميعهم حدثنا زيد بن الحباب، بهذا الإسناد.

وقال الترمذي:" هذا حديث غريب."

وأخرجه أحمد 259 /5، والترمذي (1786)من طريق أبي تميلة يحيى بن واضح، عن عبد الله بن مسلم، به.

ورواية النسائي مثل روايتنا، وأما رواية أبي داود فقد ذكر فيها الشبه أولا، ثم الحديد، ثم الورق، ورواية الترمذي قدم فيها ذكر الحديد، ثم الصفر، ثم الذهب، ثم الورق .وزيادة الذهب عند الترمذي، وقد جائت أيضا في رواية أحمد.

ونسبه الزيلعي في "نصب الراية 234 /4 "إلى أحمد، والبزار، وأبي يعلى في مسانيدهم، وابن حبان في صحيحه.

وقال الحافظ في "فتح الباري 323 /10 "معلقا على عنونة البخاري "باب: خاتم الحديد "لحديث سهل (5871)في اللباس: " وكأنه لم يثبت عنده شيء من ذلك على شرطه، وفيه دلالة على جواز لبس ما كان على صفته.

وأما ما أخرجه أصحاب السنن، وصححه ابن حبان من رواية عبد الله بن بريدة، عن أبيه– وذكر هذا الحديث– وفي سنده أبو طيبة –بفتح المهملة وسكون التحتانية، بعدها موحدة– اسمه عبد الله بن مسلم المروزي، قال أبو حاتم الرازي: يكتب حديثه ولا يحتج به .وقال ابن حبان في الثقات: يخطء ويخالف .فإن كان محفوظا حمل المنع على ما كان حديدا صرفا ." ......والشبه: ضرب من النحاس.

وانظر "تحفة الأشراف 86 /2 "برقم (1982)، وجامع الأصول 714 /4، وأحاديث الباب(حاشية موارد الظمآن)

[1] حدثنا محمد بن يحيى الأزدي، قال: حدثنا زيد بن الحباب، قال: حدثنا عبد الله بن مسلم، عن عبد الله بن بريدة، عن أبيه، رضي الله عنه، أن رجلا دخل على النبي صلى الله عليه وسلم وعليه خاتم من حديد فقال: مالي أجد منك ريح الأصنام فذهب فاتخذه من صفر فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم له قولا فيه فقال: يا رسول الله مما أتخذه؟ قال: اتخذه من فضة، ولا تزد على مثقال(مسند البزار، رقم الحديث ۴۴۳۰)

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک مثقال تک ہونے میں حرج نہیں، اوراس سے زیادہ ہونے کی ممانعت ہے۔

اس راویت میں بھی مذکورہ راوی پائے جاتے ہیں، جن کے حافظہ میں کمزوری اوران سے خطاوغیرہ کی بعض محدثین نے شکایت فرمائی ہے۔

روایات کے ان الفاظ کا فرق واضطراب بھی بظاہر مذکورہ راوی سے خطا کا ارتکاب ہونے کی علامت ہے، جس سے اس روایت کے ضعیف ہونے کی تائید ہوتی ہے، اوراس بات میں تو کوئی شبہ نہیں کہ دوسری کسی بھی حدیث میں اس ایک مثقال کی مقدار کا کوئی ذکر نہیں۔

بہرحال اگر مذکورہ حدیث کو سند کے اعتبار سے ''ضعیف'' قرار دیا جائے، تو اس سے مرد کے لیے ساڑھے چار ماشہ یا اس سے زائد مقدار کی انگوٹھی کے پہننے کا ناجائز ہونا ثابت نہیں ہوگا۔

کیونکہ ضعیف حدیث سے کوئی حرمت کا حکم ثابت نہیں ہوا کرتا۔ ۱؎

اور اگر اس حدیث کو ''حسن'' درجے کے اعتبار سے معتبر قرار دیا جائے، تو پھر مذکورہ استدلال درست قرار پاسکتا ہے، لیکن چونکہ دوسری احادیث وروایات میں اس مقدار کا ذکر نہیں، اوراسی ایک روایت میں ذکر ہے، اوراس کی خلاف ورزی پر کسی وعید کا بھی ذکر نہیں، اور بعض صحیح احادیث سے جواز کا ثبوت ملتا ہے، جس کی وجہ سے کئی محدثین اور فقہائے کرام نے اس ممانعت کو کراہتِ تنزیہی پر محمول فرمایا ہے۔

ہمارے نزدیک بھی یہی راجح ہے، جس کے متعلق باحوالہ عبارات آگے آتی ہیں۔

بعض صحابہ وتابعین، مثلاً عبداللہ بن مسعود، ابراہیم نخعی، اور محمد بن سیرین وغیرہ سے لوہے کی انگوٹھی کا

۱؎ بالحديث الضعيف إلخ (قوله: فى فضائل الأعمال) أى لأجل تحصيل الفضيلة المترتبة على الأعمال. قال ابن حجر فى شرح الأربعين لأنه إن كان صحيحا فى نفس الأمر فقد أعطى حقه من العمل وإلا لم يترتب على العمل به مفسدة تحليل ولا تحريم ولا ضياع حق للغير(ردالمحتار، ج ١ ص ١٢٨، كتاب الطهارة، سنن الوضوء)

اذا وجد حديث ضعيف فى فضلية عمل من الاعمال ولم يكن هذا العمل مما يحتمل الحرمة اوالكراهة ، فانه يجوز العمل به ويستحب لانه مامون الحظورو مرجوالنفع اذ هو دائربين الاباحة والاستحباب فالاحتياط العمل به رجاء الثواب(الاجوبة الفاضلة للاسئلة العشرة الكاملة للامام اللكنوى ص ٥٧)

جائز ہونا، یا لوہے کی انگوٹھی کا پہننا مروی ہے۔ [1]

جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، اور حضرت عطاء وغیرہ سے لوہے کی انگوٹھی کا مکروہ ہونا مروی ہے۔ [2]

اگر لوہے کی انگوٹھی کا پہننا حرام ہوتا اور اس میں گنجائش نہ ہوتی، تو بعض صحابۂ کرام اور جلیل القدر تابعین، اس کو نہ پہنتے، اور نہ اس کو پہننے کی اجازت و گنجائش دیتے۔

پھر جواز وکراہت والی روایات میں جمع و تطبیق کی بہتر صورت یہ ہے کہ کراہت کو ''کراہتِ تنزیہی'' پر محمول کیا جائے، کیونکہ کراہتِ تنزیہی اور جواز کا جمع ہونا ممکن ہے۔ [3]

لہٰذا مذکورہ روایات کی اس تطبیق سے ان فقہائے کرام کے قول کی تائید ہوگی، جو لوہے، پیتل وغیرہ کی انگوٹھی کو مکروہ تحریمی ہونے کے بجائے، مکروہ تنزیہی قرار دیتے ہیں، اور اس کی کراہت کی علت بدبو پیدا ہونا، اور بت پرستوں کے ساتھ من وجہٍ، یا فی الجملہ مشابہت کا ہونا بیان فرماتے ہیں، اور اس علت کا ہر دور یا ہر علاقے میں پایا جانا ضروری نہیں، جبکہ اس قسم کے امور میں بعض اوقات تشبہ کا

---

[1] حدثنا وكيع ، عن الأعمش ، عن إبراهيم ، قال :أخبرني من رأى على عبد الله خاتما من حديد.

حدثنا وكيع ، عن الأعمش ، قال :رأيت على إبراهيم خاتم حديد.

حدثنا يزيد ، عن هشام ، قال :سئل محمد عن خاتم الحديد ؟ فقال :لا بأس ، إلا أن يكره ريحه.

حدثنا شريك ، عن منصور قال :رأيت على إبراهيم خاتما من حديد ، قال :فقلت له ، قال : كان خاتم عبد الله من حديد(مُصنف ابن أبي شيبة،في خاتم الحديد)

[2] حدثنا وكيع ، عن سفيان ، عن طارق ، عن حكيم بن جابر ؛ أن عمر رأى على رجل خاتم حديد فكرهه.

حدثنا ابن مهدى ، عن سفيان ، عن حكيم بن الديلم ، قال :سمعت الضحاک ، قال :سئل عطاء عن خاتم من فضة ، فصه حديد ؟ فكرهه(مُصنف ابن أبي شيبة،من كره خاتم الحديد)

[3] وإن كان المقصود أصل الجواز والإباحة فلا مناقشة على أن المختار عندنا الكراهة التنزيهية، ومآله أن الأولى والأفضل(لمعات التنقيح في شرح مشكاة المصابيح، ج۴،ص ۱۳۵ ،كتاب الجنائز،باب المشي بالجنازة والصلاة عليها،الفصل الأول)

والمكروه تنزيها يجامع الإباحة(رد المحتار على الدر المختار، ج٦،ص ۴٦١،كتاب الأشربة)

والمراد بالإباحة هنا جواز الفعل والترک ليدخل فيه المكروه والمندوب والمباح المصطلح عليه (التقرير والتحبير ، ج۴ص ۳۸۰، فصل في التعارض)

قصدوارادہ ہونے سے ہی کراہت لازم آتی ہے،اس کے بغیر لازم نہیں آتی۔ [1]

اور جو حضرات مکروہ تحریمی یا حرام قرار دیتے ہیں، انہوں نے اس سے پہلی ان روایات کو ترجیح دی ہے، جن میں لوہے وغیرہ کی انگوٹھی کی ممانعت کا ذکر ہے۔

ملحوظ رہے کہ بعض روایات میں ''عقیق'' نامی پتھر کی انگوٹھی پہننے کے مختلف فضائل آئے ہیں، لیکن محدثین کی تحقیق کے مطابق، ان روایات کی سندیں مضبوط اور قابلِ اعتبار نہیں ہیں۔

---

[1] (قال الشافعی) : ولا أكره للرجل لبس اللؤلؤ إلا للأدب، وأنه من زى النساء لا للتحريم(كتاب الأم للشافعی، ج ۱ ص ۲۵۴،كتاب صلاة الخوف، ما يلبس المحارب مما ليس فيه نجاسة وما لا يلبس)

وإن قلتم لا يجوز بلا تحلية للتشبه بالرجال فهو باطل لأن التشبه مكروه وليس بحرام ألا ترى أن الشافعی قال فی الأم ولا أكره للرجل لبس اللؤلؤ إلا للأدب وأنه من زى النساء لا للتحريم فلم يحرم زى النساء على الرجال بل كرهه فكذا عكسه ولأن المحاربة جائزة للنساء فی الجملة وفی جوازها جواز لبس آلاتها قال الرافعی وهذا الذی قاله صاحب المعتمد هو الحق إن شاء الله تعالى وليس كما قالا بل الصواب أن تشبه الرجال بالنساء وعكسه حرام للحديث الصحيح "لعن الله المتشبهين بالنساء من الرجال والمتشبهات من النساء بالرجال "وأما نصه فی الأم فليس مخالفا لهذا لأن مراده أنه من جنس زى النساء لا أنه زى لهن مختص بهن لازم فی حقهن(المجموع شرح المهذب، ج۴ص ۴۴۴، ۴۴۵، كتاب الصلاة، باب ما يكره لبسه وما لا يكره)

وإن قلنا النهی عنها من أجل التشبه بالأعاجم فهو لمصلحة دينية لكن كان ذلك شعارهم حينئذ وهم كفار ثم لما لم يصر الآن يختص بشعارهم زال ذلك المعنى فتزول الكراهة(فتح الباری لابنِ حجر، ج۱۰ ص۳۰۷، قوله باب الميثرة الحمراء)

ومع ذلك الكراهة للتنزيه لا للتحريم، وسبب الكراهة التشبه بأهل الجاهلية كما يفهم من سوق الحديث(لمعاتُ التنقيح فی شرح مشكاة المصابيح ، لعبد الحق الدهلوی، ج۲ ص۳۸۷، كتاب الصلاة، باب فضائل الصلاة)

نهی التشبه محمول على الكراهة لا على التحريم(مرقاة المفاتيح، ج۷ص ۲۹۴۶، كتاب الآداب، باب السلام)

وقد يقال إن المعنى فی النهی عن المياثر ما فيه من الترفه، وقد يتعذر فی بعض الأوقات فيشق تركها على من اعتادها فيكون حينئذ إرشادا نهی عنه لمصلحة دنيوية، وقد يكون لمصلحة دينية، وهی ترك التشبه بعظماء الفرس لأنه كان شعارهم ذلك الوقت فلما لم يصر شعارا لهم، وزال ذلك المعنى زالت الكراهة، والله أعلم(طرح التثريب فی شرح التقريب ، لزين الدين العراقی، ج۳ص ۲۳۱، كتاب الصلاة، باب النهی عن الصلاة فی الحرير،حديث نهی عن مياثر الأرجوان ولبس القسی وخاتم الذهب)

قلت: لا نسلم التسوية، فإن الكراهة تتأكد عند الاختيار، وأما عند عدمه فلا كراهة لعدم العلة الموجبة للكراهة، وهی التشبه بعبدة النار(عمدة القاری للعينی، ج۴ ص ۱۸۴، كتاب الصلاة، باب من صلى وقدامه تنور أو نار أو شیء مما يعبد فأراد به وجه الله تعالى)

www.idaraghufran.org

وہ الگ بات ہے کہ انگوٹھی میں کسی پتھر کا نگینہ لگوانا، یا پتھر کی انگوٹھی پہننا جائز ہے، جبکہ اس میں کوئی غلط عقیدہ شامل نہ ہو، جیسا کہ بعض لوگ مختلف قسم کے پتھروں کے ساتھ تقدیر اور قسمت کے اچھا یا برا ہونے کو وابستہ کرتے ہیں۔

اس طرح کا عقیدہ شریعت سے ثابت نہیں۔ [1]

---

[1] حديث عمر "تختموا بالعقيق فإن جبريل أتاني به من الجنة"

قال الحافظ: وأسانيده ضعيفة "

موضوع

حديث التختم بالعقيق روى من حديث عائشة ومن حديث أنس ومن حديث عمر ومن حديث على ومن حديث فاطمة بنت النبى – صلى الله عليه وسلم – فأما حديث عائشة فله عنها طريقان:

الأول: يرويه هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة مرفوعا "تختموا بالعقيق فإنه مبارک"

أخرجه العقيلى (4/ 449)والمحاملى (111)وابن حبان فى "المجروحين (3/ 138) "وابن عدى (7/ 2605)والخطيب فى "التاريخ (11/ 251) "وابن الجوزى فى "الموضوعات (3/ 57) "من طريق يعقوب بن الوليد المدنى عن هشام بن عروة به.

قال ابن عدى: وهذا حديث يعقوب بن إبراهيم الزهرى وإن كان ضعيفا عن هشام بن عروة سرقه يعقوب بن الوليد هذا"

وقال العقيلى: لا يثبت فى هذا عن النبى – صلى الله عليه وسلم – شيء"

وقال ابن حبان: يعقوب بن الوليد المدنى كان ممن يضع الحديث على الثقات لا يحل كتابة حديثه إلا على جهة التعجب"

وقال ابن الجوزى: هذا حديث لا يصح، يعقوب بن الوليد قال أحمد: هو من الكذابين الكبار كان يضع الحديث، وقال يحيى: ليس بشيء"

وقال السخاوى: ويعقوب كذبه أحمد وأبو حاتم وغيرهما، وقد تحرف اسم أبيه على بعض رواته فسماه إبراهيم "المقاصد ص 153

قلت: أخرجه ابن عدى (7/ 2604)والعسكرى فى "التصحيفات (1/ 360) "والبيهقى فى "الشعب" (5941)من طريق الصلت بن مسعود الجحدرى ثنا يعقوب بن إبراهيم الزهرى ثنا هشام بن عروة به.

قال ابن عدى: وهذا يعرف بيعقوب هذا وليس بالمعروف، وقد سرقه منه يعقوب بن الوليد الأزدى مدنى أيضا فرواه عن هشام بن عروة كما رواه هو، ويعقوب بن إبراهيم الزهرى لم أعرف له غير هذا فأذكره"

ولم ينفردا به فقد أخرجه ابن عساكر كما فى "اللآلء (2/ 272) "من طريق أبى سعيد شعيب بن محمد بن إبراهيم الشعيبى أنبأ أبو عبد الله محمد بن وصيف القامى عن محمد بن سهل بن الفضل بن عسكر أبى الفضل ثنا خلاد بن يحيى عن هشام بن عروة به.

ومن دون خلاد بن يحيى لم أر من ترجمهم.

الثاني: يرويه نوفل بن الفرات عن القاسم بن محمد عن عائشة قالت: أتى بعض بنى جعفر إلى النبى – صلى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

مذکورہ احادیث وروایات سے بحمد اللہ تعالیٰ مختلف قسم کی انگوٹھیوں کے پہننے کے احکام ودلائل کا ایک درجہ میں نقشہ سامنے آ گیا۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الله عليه وسلم – فقال: بأبي أنت وأمي يا رسول الله أرسل معي من يشترى لى نعلا وخاتما، فدعا النبى – صلى الله عليه وسلم – بلالا فقال "انطلق إلى السوق واشتر له نعلا ولا يكن سودا، واشتر له خاتما وليكن فصه عقيقا فإنه من تختم بالعقيق لم يقض له إلا الذى هو أسعد "

أخرجه ابن حبان فى "الثقات (541 - 540 /7) "واللفظ له والطبرانى فى "الأوسط (6687) "وأبو بكر المقرى فى "فوائده "كما فى "اللآلء (272 /2) "وابن الجوزى فى "الموضوعات (58 - 57 /3) " والديلمى فى "مسند الفردوس) "الأجوبة المرضية للسخاوى 113 /1) من طريق محمد بن أيوب بن سويد الرملى ثنى أبى ثنى نوفل بن الفرات به.

قال الطبرانى: لم يرو هذا الحديث عن القاسم إلا نوفل، ولا رواه عن نوفل إلا أيوب بن سويد، تفرد به ابنه"

وقال ابن حبان: البلية فى هذا الخبر من محمد بن أيوب بن سويد، لأن نوفلا كان ثقة، وكان محمد بن أيوب يضع الحديث، وهذا الحديث موضوع"

وقال ابن الجوزى: هذا حديث لا يصح، محمد بن أيوب قال ابن حبان: يروى الموضوعات لا يحل الاحتجاج به، فأما أبوه أيوب فقال ابن المبارك: ارم به، وقال يحيى: ليس بشيء، وقال النسائى: ليس بثقة"

وقال الهيثمى: وفيه محمد بن أيوب بن سويد وهو ضعيف جدا "المجمع 155 /5

قلت: اتهمه بالوضع غير واحد منهم الحاكم وأبو نعيم الأصبهانى.

وأما حديث أنس فأخرجه ابن عدى كما فى "الآلء (273 /2) "والجورقانى فى "الأباطيل (241 /2) " وابن عساكر كما فى "الضعيفة (262 /1) "وابن الجوزى فى "العلل (1156) "و"الموضوعات /3 (58من طريق الحسين بن إبراهيم البابى عن حميد الطويل عن أنس رفعه "تختموا بالعقيق فإنه ينفى الفقر، واليمين أحق بالزينة"

قال ابن عدى: هذا حديث باطل، والحسين بن إبراهيم هذا مجهول"

وقال ابن الجوزى: لا يصح"

وقال الذهبى فى "الميزان :"حديث موضوع، وحسين لا يدرى من هو فلعله من وضعه"

وأخرجه ابن عساكر كما فى "اللسان (269 - 268 /2) "و"اللالء (273 /2) "من طريق الحسن بن محمد بن أحمد بن هشام بن جبلة بن الحسن بن قانع السلمى المعروف بابن برغوت ثنا أبو جعفر محمد بن عبد الله البغدادى ثنى محمد بن الحسن بباب الأبواب ثنا حميد الطويل عن أنس رفعه "تختموا بالعقيق فإنه أنجح للأمر، واليمنى أحق بالزينة"

قال الحافظ: وهو موضوع لا ريب فيه لكنى لا أدرى من وضعه"

وأما حديث عمر فأخرجه الديلمى كما فى "المقاصد) "ص 153) من طريق ميمون بن سليمان عن منصور بن بشر الساعدى عن مالك عن نافع عن ابن عمر عن عمر رفعه "تختموا بالعقيق فإن جبربل أتانى به من

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور اس سلسلہ میں فقہائے کرام کے اقوال کا ذکر آگے آتا ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الجنة وقال لی: یا محمد، تختم بالعقیق وأمر أمتک أن تتختم به"

قال السخاوی: وهو موضوع علی عمر فمن دونه إلی مالک"

وأما حدیث علی فأخرجه الدیلمی کما فی "المقاصد) "ص 153– 154) من طریق علی بن مهرویه القزوینی عن داود بن سلیمان عن علی بن موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی عن أبیه عن أبیه عن أبیه عن أبیه عن أبیه عن أبیه رفعه "تختموا بالخواتیم العقیق فإنه لا یصیب أحدکم غم ما دام علیه"

قال السخاوی: وعلی بن مهرویه صدوق، وداود بن سلیمان یقال له المغازی، وهو جرجانی کذبه ابن معین، وله نسخة موضوعة بالسند المذکور"

وقال الذهبی فی "المیزان :"داود بن سلیمان الجرجانی المغازی عن علی بن موسی الرضا وغیره کذبه ابن معین، ولم یعرفه أبو حاتم، وبکل حال فهو شیخ کذاب له نسخة موضوعة عن علی بن موسی الرضا رواها علی بن محمد بن مهرویه القزوینی الصدوق عنه"

ورواه أبو بکر الأزرقی عن جعفر بن محمد بهذا الإسناد بلفظ "من تختم بالعقیق ونقش علیه وما توفیقی إلا بالله وفقه الله لکل خیر وأحبه الملکان الموکلان به"

أخرجه الحسین بن هارون الضبی فی "أمالیه "کما فی "المقاصد) "ص 154) و "الأجوبة المرضیة (110 /1) "قال: وجدت فی کتاب أبی حدثنی أبو سعید الحسن بن علی ثنا صهیب بن عباد ثنا أبو بکر الأزرقی به.

ومن طریقه أخرجه ابن الجوزی فی "الموضوعات (57 - 56 /3) "وقال: لا یصح وهو من عمل أبی سعید الحسن بن علی"

وقال السخاوی: وفی سنده أبو سعید الحسن بن علی وهو کذاب وهذا عمله"

وأما حدیث فاطمة فله عنها طریقان:

الأول: یرویه الزهری عن عمرو بن الشرید عن فاطمة مرفوعا "من تختم بالعقیق لم یزل یری خیرا"

أخرجه ابن حبان فی "المجروحین (154 - 153 /3) "والطبرانی فی "الأوسط (103) "وابن مردویه فی "المنتقی من حدیث الطبرانی (38) "وابن الجوزی فی "الموضوعات (57 /2) "من طریق زهیر بن عباد ثنا أبو بکر بن شعیب عن مالک عن الزهری به .

قال الطبرانی: لم یروه عن مالک إلا أبو بکر، تفرد به زهیر"

وقال ابن حبان: أبو بکر بن شعیب شیخ یروی عن مالک ما لیس من حدیثه لا یجوز الاحتجاج به"

وقال ابن الجوزی: لا یصح، فی إسناده أبو بکر بن شعیب ولا نعرف اسمه "

وقال الهیثمی: وعمرو بن الشرید لم یسمع من فاطمة، وزهیر بن عباد الرؤاسی وثقه أبو حاتم، وبقیة رجاله رجال الصحیح "المجمع 154 /5– 155

کذا قال، مع أن أبا بکر بن شعیب لم یخرج له الشیخان شیئا، وهو غیر ثقة کما قال الذهبی فی "المیزان."

الثانی: یرویه هشام بن ناصح عن سعید بن عبد الرحمن عن فاطمة الکبری مرفوعا "من تختم بالعقیق لم یقض له إلا بالتی هی أحسن"

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

واللہ تعالیٰ اعلم.

(جاری ہے............)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أخرجه البخاری فی "تاريخه "كما فی "اللآلیء المصنوعة (2/ 272) "ثنا أبو عثمان سعيد بن مروان ثنا داود بن رشيد ثنا هشام بن ناصح به.

قال السيوطی: وهذا أصيل وهو أمثل ما ورد فی الباب"

قلت: هشام بن ناصح ترجمه البخاری فی كتابه ولم يذكر فيه جرحا ولا تعديلا، ولم يذكر عنه راويا إلا داود بن رشيد، ولم يذكره ابن حبان ولا ابن أبی حاتم.

خاتمة: فی ذكر طائفة من أقوال أهل العلم فی هذه الأحاديث غير ما تقدم:

قال الصغانی: والأحاديث التی تروی فی التختم بالعقيق لا يثبت فيها شیء "الموضوعات ص 29

وقال الفيروز آبادی: لم يثبت فيه شیء "سفر السعادة ص 145

وقال ابن رجب: وكل أحاديث التختم بالعقيق لا يثبت منها شیء "فيض القدير 263 /3

وقال السخاوی: له طرق كلها واهية "المقاصد ص 153– الأجوبة المرضية 108 /1(انیس الساری تخریج احادیث فتح الباری، ج۴ص۲۶۵۷ الیٰ ۲۶۶۱، تحت رقم الحدیث ۱۸۰۷، حرف التاء)

عدنان احمد خان
0345-5067603

الفہد فوڈز کوکنگ سنٹر

دوکان نمبر K-93، ظفرالحق روڈ، نزد بوبی پان شاپ، کمیٹی چوک، راولپنڈی
فون: 051-5961624

کیا آپ جانتے ہیں؟ مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

’’خصیتین‘‘ کا مکروہ تحریمی یا تنزیہی ہونا

بعض حنفیہ نے حلال ذبح شدہ جانور کی چھ چیزوں کے حرام یا مکروہ تحریمی ہونے کو راجح قرار دیا ہے، جو کہ درجِ ذیل ہیں:

(1)......خون (جس سے مراد بہتا خون ہے، اور اس کا حرام ہونا قرآن مجید سے بھی ثابت ہے) **(2)**......نر جانور کی پیشاب گاہ (یعنی ذَکر) **(3)**......نر جانور کے خصیتین (یعنی کپورے) **(4)**...... مادہ جانور کی پیشاب گاہ (یعنی فَرج) **(5)**......نر و مادہ جانور کا مثانہ (یعنی پیشاب کی وہ تھیلی، جس میں پیشاب جمع رہتا ہے) **(6)**......غدود (یعنی جسم کے مختلف اعضاء میں پائی جانے والی گلٹی یا گانٹھ) **(7)**......پِتّہ (یعنی صفراوی خلط کا مقام، جو کہ جگر کے نیچے ایک چھوٹی تھیلی کا نام ہے، جس میں پِت جمع رہتی ہے) [1]

مندرجہ بالا اشیاء میں سے خون تو بالاتفاق حرام ہے، باقی چیزوں کے متعلق اختلاف ہے، بعض نے ان کو مکروہ تحریمی قرار دیا، اور بعض نے مکروہ تنزیہی قرار دیا۔

علامہ شامی وغیرہ نے ان اشیاء کے مکروہ تحریمی ہونے کو ترجیح دی ہے، اور بہت سے اردو فتاویٰ اور کتب میں بھی اسی کے مطابق حکم ذکر کیا گیا ہے، اور اسی قول کو شہرت بھی حاصل ہے، اور ہم نے بھی پہلے اپنی بعض کتب میں اسی ایک قول کے مطابق حکم تحریر کیا تھا۔ [2]

---

[1] (قوله من الشاة) ذكر الشاة اتفاقى لأن الحكم لا يختلف فى غيرها من المأكولات ط (قوله الحياء) هو الفرج من ذوات الخف والظلف والسباع ، وقد يقصر قاموس (قوله والغدة) بضم الغين المعجمة كل عقدة فى الجسد أطاف بها شحم ، وكل قطعة صلبة بين العصب ولا تكون فى البطن كما فى القاموس (قوله والدم المسفوح) أما الباقى فى العروق بعد الذبح فإنه لا يكره (ردالمحتار، ج٦ ص ٧٤٩، كتاب الخنثى، مسائل شتى)

[2] (كره تحريما) وقيل تنزيها والأول أوجه (من الشاة سبع الحياء والخصية والغدة والمثانة والمرارة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

لیکن اب مزید تحقیق کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ بعض حنفیہ نے ان اشیاء کے مکروہ تنزیہی ہونے کو ترجیح دی ہے۔ ۱؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

والدم المسفوح والذكر) للأثر الوارد في كراهة ذلك وجمعها بعضهم في بيت واحد فقال :فقل ذكر والأنثيان مثانة كذاك دم ثم المرارة والغدد،وقال غيره :إذا ما ذكيت شاة فكلها سوى سبع ففيهن الوبال،فحاء ثم خاء ثم غين ...ودال ثم ميمان وذال(الدرالمختار)

(قوله كره تحريما) لما روى الأوزاعي عن واصل بن أبي جميلة عن مجاهد قال :كره رسول الله -صلى الله عليه وسلم -من الشاة الذكر والأنثيين والقبل والغدة والمرارة والمثانة والدم ، قال أبو حنيفة :الدم حرام وأكره الستة، وذلك لقوله عز وجل -(حرمت عليكم الميتة والدم) (المائدة:۳)الآية فلما تناوله النص قطع بتحريمه وكره ما سواه، لأنه مما تستخبثه الأنفس، وتكرهه وهذا المعنى سبب الكراهية -لقوله تعالى -(ويحرم عليهم الخبائث) -زيلعي.

وقال في البدائع آخر كتاب الذبائح :وما روي عن مجاهد فالمراد منه كراهة التحريم بدليل أنه جمع بين الستة وبين الدم في الكراهة والدم المسفوح محرم والمروي عن أبي حنيفة أنه قال :الدم حرام وأكره الستة فأطلق الحرام على الدم، وسمى ما سواه مكروها لأن الحرام المطلق ما ثبتت حرمته بدليل مقطوع به وهو المفسر من الكتاب قال الله تعالى -(أو دما مسفوحا)وانعقد الإجماع على حرمته، وأما حرمة ما سواه من الستة فما ثبت بدليل مقطوع به، بل بالاجتهاد أو بظاهر الكتاب المحتمل للتأويل أو الحديث، فلذا فصل فسمى الدم حراما وذا مكروها اهـ .أقول :وظاهر إطلاق المتون هو الكراهة (قوله وقيل تنزيها) قائله صاحب القنية فإنه ذكر أن الذكر أو الغدة لو طبخ في المرقة لا تكره المرقة وكراهة هذه الأشياء كراهة تنزيه لا تحريم اهـ .واختار في الوهبانية ما في القنية وقال :إن فيه فائدتين إحداهما أن الكراهة تنزيهية، والأخرى أنه لا يكره أكل المرقة واللحم اهـ نقله عنه ابن الشحنة في شرحه، وأقره (قوله والأول أوجه) لما قدمناه من استدلال الإمام بالآية وأيضا فكلام صاحب القنية لا يعارض ظاهر المتون وكلام البدائع (قوله من الشاة) ذكر الشاة اتفاقي لأن الحكم لا يختلف في غيرها من المأكولات ط.

(قوله الحياء) هو الفرج من ذوات الخف والظلف والسباع، وقد يقصر قاموس (قوله والغدة) بضم الغين المعجمة كل عقدة في الجسد أطاف بها شحم، وكل قطعة صلبة بين العصب ولا تكون في البطن كما في القاموس (قوله والدم المسفوح) أما الباقي في العروق بعد الذبح فإنه لا يكره (قوله في بيت) وقبله بيت آخر ذكره في المنح وهو.

ويكره أجزاء من الشاة سبعة ...فخذها فقد أوضحتها لك بالعدد

(قوله فقل ذكر إلخ) كذا في النسخ وعليه فالمعدود ستة والظاهر أن أصل البيت حيا ذكر إلخ (قوله وقال غيره) أي بطريق الرمز ومثله قولي:

إن الذي من المذكاة رمي ...يجمعه حروف فخذ مدغم (قوله إذا ما ذكيت) بالبناء للمجهول والتاء علامة التأنيث(ردالمحتار، ج۶ ص ۷۴۹، ۷۵۰،کتاب الخنثیٰ، مسائل شتی)

۱؎ چنانچہ شیخ محمد کامل بن مصطفیٰ طرابلسی حنفی (المتوفیٰ: 1315ہجری) ''الفتاویٰ الکاملیۃ'' میں فرماتے ہیں:

سئلت عن أكل الانثيين من نحو الشاة ، ماحكمه؟

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

نیز حنفیہ کے علاوہ بعض دیگر فقہائے کرام نے بھی ان اشیاء کو حرام یا مکروہ تحریمی قرار نہیں دیا، بلکہ زیادہ سے زیادہ مکروہ تنزیہی یا جائز قرار دیا ہے، جس کا ارتکاب، گناہ نہیں ہوتا۔ ۱

اس لیے مذکورہ تحقیق کے بعد اب راجح یہ معلوم ہوا کہ عوام الناس کو ان اشیاء کے کھانے پینے سے بچنے کی ترغیب دینے میں تو حرج نہیں، لیکن عوام کی طرف سے ان چیزوں کے استعمال کرنے پر نکیر، اور زیادہ سختی کرنا، یا قطعی حرام اشیاء جیسے استعمال کے حکم والا انداز اختیار کرنا، مناسب معلوم نہیں ہوتا۔

محمد رضوان خان

21/صفرالمظفر/1441ہجری۔ بمطابق 21/اکتوبر/2019ء بروز منگل

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فالجواب: ان حكمه :الكراهة التنزيهية ، كالغدة ، والحيا، والذكر، والمرارة ، والمثانة ، فالستة حكمها: الكراهة التنزيهية فى الراجح، وقيل انها حرام، وقد نظم هذه الستة ابن وهبان بقوله:

وفى غدد والانثيين مثانة حيا ،ذكر ، ثم المرارة تدبر

كراهة تنزيه ،وقيل بحرمة لان دم المفسوح معها مقرر

والمثانة محل اجتماع البول فى الجوف ، والحيا اسم للفرج، والجمع احيية ، وقوله لان الدم المفسوح معها مقرر ، يعنى ان وجه الحرمة ذكر الدم معها فى المروى عن مجاهد انه قال كره رسول الله صلى الله عليه وسلم من الشاة ، فذكر السبعة ، والدم ، محرم بالقطعى ، والامام ابى حنيفة اطلق اسم الحرام على الدم المفسوح،وسمى ما سواه مكروها ، كذا فى شرح المنظومة للشيخ حسن الشرنبلالى،والله تعالىٰ اعلم(الفتاوىٰ الكاملية، صفحة ٢٦٧ ، كتاب الحظر والاباحة ، مطبوعة: المكتبة الحقانية، بشاور)

۱ قال ابن حبيب :ومما روى عن النبى صلى الله عليه وسلم انه كان يستثقل أكله من الشاة من غير تحريم الطحال والعروق والغدة والمرارة، والأنثيان والكليتان والحما والمثانة وأذنا القلب فذلك عشرة. وسأل عبد الله بن إبراهيم ابن الأيتانى فى خصيتى الشاة الخصى ترد إلى داخل ويربطان فيبطل فعلهما أو يتغير خلقهما هل يؤكل ذلك؟ وإذا طبخ ذلك فى قدر هل يؤكل؟ فقال لا بأس بذلك .والذى قال الأيتانى من هذا صواب وهو بمنزلة الغدة والغرا يصل إليها ويجدها فى لبن الأتن(النَّوادر والزِّيادات على مَا فى المدَوَّنة من غيرها من الأُمهاتِ،لعبد الله بن عبد الرحمن النفزى، القيروانى، المالكى، ج۴،ص ۳۷۴،كتاب الذبائح، باب ما يجوز أكله من الحيوان وذكر لحوم الجلالة)

عبرت کدہ حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام: قسط48 مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَ بْصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

فرعون کی قومِ موسیٰ کو دھمکیاں

فرعون نے پہلے تو ایمان لانے والے جادوگروں کو دھمکیاں دیں، لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزے اور جادوگروں کے ایمان اور استقامت کو دیکھ کر حاضرین اور خاص طور پر بنی اسرائیل کی اتنی بڑی تعداد ایمان لے آئی حتیٰ کہ چند قبطی (فرعونی) بھی آپ پر ایمان لے آئے تو فرعونیوں کے لیے ایک تشویشناک صورت حال پیدا ہوگئی، اس لیے فرعون کو فوری طور سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ماننے والوں پر ہاتھ ڈالنے کا حوصلہ نہ ہوا، اور جب مجمع درہم برہم ہوگیا، تو حضرت موسیٰ اور ان کے ماننے والوں کے جانے کے بعد فرعون کے سرداروں نے فرعون سے یہ کہا کہ آپ نے ان لوگوں کو آزاد چھوڑ دیا ہے، رفتہ رفتہ یہ اپنی طاقت جمع کر کے آپ کے لئے ایک خطرہ بن جائیں گے، فرعون نے اپنی خفت مٹانے کے لئے ان کا جواب دیا کہ فوری طور پر چاہے میں نے ان کے خلاف کوئی کاروائی نہیں کی، مگر اب بنی اسرائیل کو ایک ایک کر کے ختم کروں گا، البتہ عورتوں کو اس لئے زندہ رکھوں گا کہ وہ ہماری خدمت کے کام آسکیں، اس نے اپنے آدمیوں کو یہ بھی یقین دلایا کہ حالات ہمارے قابو میں ہیں اور ہماری حکمت عملی ایسی ہے کہ ہمارے لئے کوئی بڑا خطرہ پیدا نہیں ہوگا، اس طرح بنی اسرائیل کے مَردوں کو قتل کرنے کا ایک نیا دور شروع ہوا۔

جس پر حضرت موسیٰ نے ایمان والوں کو تسلی دی کہ صبر سے کام لیتے رہو، آخری انجام ان شاء اللہ تمہارے ہی حق میں ہوگا۔

چنانچہ قرآن مجید کی سورہ اعراف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰی وَقَوْمَهٗ لِیُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَیَذَرَکَ وَاٰلِهَتَکَ قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآئَهُمْ وَنَسْتَحْیٖ نِسَآئَهُمْ وَاِنَّا فَوْقَهُمْ

www.idaraghufran.org

قٰهِرُوْنَ .قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ(سورۃ الاعراف، رقم الآیات، ۱۲۷، ۱۲۸)

یعنی ’’اور فرعون کی قوم کے سرداروں نے (فرعون سے) کہا کہ کیا تم موسیٰ اور اس کی قوم کو کھلا چھوڑ رہے ہیں، تاکہ وہ زمین میں فساد مچائیں، اور تمہیں اور تمہارے کے معبودوں کو پسِ پشت ڈال دیں؟ وہ بولا کہ ہم ان کے بیٹوں کو قتل کریں گے، اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھیں گے، اور ہمیں ان پر پورا پورا قابو حاصل ہے۔

موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ سے مدد مانگو اور صبر سے کام لو، بے شک زمین، اللہ کی ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے، اور آخری انجام پرہیزگاروں ہی کے حق میں ہوتا ہے‘‘۔

’’وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ ‘‘یعنی ’’تمہیں اور تمہارے کے معبودوں کو پسِ پشت ڈال دیں‘‘

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی ایک تفسیری روایت کے مطابق فرعون ایک ’’گائے‘‘ کی پرستش کرتا تھا، اور جہاں کوئی خوبصورت گائے نظر آتی، تو لوگوں کو اس کی عبادت کا حکم دے دیتا تھا، جیسا کہ بعد میں ’’سامری‘‘ نے ایک بچھڑے کو ان کا معبود بنا کر پیش کیا۔ [1]

---

[1] بعض مفسرین کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے گلے میں ایک صلیب تھی، جس کی وہ عبادت کرتا تھا، اور بعض حضرات کے نزدیک اس نے اپنی قوم کے لیے بت بنائے تھے، اور لوگوں کی ان کی عبادت کا حکم دیتا تھا، اور کہتا تھا کہ یہ تمہارے معبود ہیں، اور میں تمہارا ’’ربِّ اعلیٰ‘‘ ہوں، اور بعض حضرات کے نزدیک یہ لوگ ستاروں کی پرستش کرتے تھے۔

حدثنی موسی بن هارون قال: حدثنا عمرو قال، حدثنا أسباط، عن السدی:(ويذرك وآلهتك)، وآلهته فيما زعم ابن عباس، كانت البقر،كانوا إذا رأوا بقرة حسناء أمرهم أن يعبدوها، فلذلك أخرج لهم عجلا وبقرة(تفسير الطبری، ج۱۳ ص۳۸،۳۹، تحت رقم الرواية ۱۴۹۶۲، سورة الاعراف)

وآلهتك ای معبوداتك فلا يعبدون لك ولا لها قال ابن عباس كان لفرعون بقرة يعبدها وكانوا إذا رأوا بقرة حسناء أمرهم ان يعبدوها ولذلك اخرج السامری لهم عجلا وقال الحسن كان قد علق على عنقه صليبا يعبده وقال السدی كان فرعون قد اتخذ لقومه أصناما وأمرهم بعبادتها وقال لقومه هذه الهتكم وانا ربكم وربها ولذلك قال انا ربكم الأعلى وقيل كانوا يعبدون الكواكب وقرأ ابن مسعود وابن عباس والشعبی والضحاك ويذرك والهتك بكسر الالف على وزن عبادتك ومعناه وقيل أراد بالهتك الشمس وكانوا يعبدونها(التفسير المظهری، ج۳ص ۳۹۴، سورة الاعراف)

www.idaraghufran.org

جیسا کہ پہلے گزرا کہ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے، نجومیوں کی پیشین گوئیوں کی وجہ سے بنی اسرائیل کے نومولودلڑکوں کوقتل کرانا شروع کیا تھا،اورلڑکیوں کوچھوڑ دیا کرتا تھا،جس کی وجہ سے ہزاروں بنی اسرائیلیوں اس کے ظلم کا شکار ہوئے، چنانچہ اس مرتبہ بھی اس نے جب حضرت موسیٰ کے اثر کودیکھا کہ بنی اسرائیل پرہورہا ہے،تو اس نے اپنی طاقت وقوت کے نشہ میں اسی پرانے منصوبے پرعمل کرنا کا اعلان کیا،تا کہ بنی اسرائیل اس سفا کانہ اعلان کوسن کرطبعی طور پرپریشان اوردہشت زدہ ہوجائیں،اوراس طریقے سے ان کی نسل ہی ختم ہوجائے گی۔

حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل سے کہا کہ اللہ جسے چاہتا ہے،زمین کا وارث بنادیتا ہے،پس اسی سے مدد مانگواوراس کے راستے پر جمے رہو،اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو جماعت، دنیاوی بے سروسامانی سے ہراساں ہوکرہمت نہیں ہارتی، بلکہ اللہ کی مدد پربھروسہ کرتی اورمشکلات وموانع کے مقابلہ میں جمی رہتی ہے،وہی ملک کی وراثت کی مستحق ہوتی ہے،یعنی استعانت باللہ اورصبراس راہ میں بنیادی چیزیں ہیں، نیز فرمایا کہ انجام کارمتقیوں کے لیے ہے،یعنی جو جماعت برائیوں سے بچنے والی اور عمل میں مضبوط ہوگی،بالآخرکامیابی اسی کے لیے ہے۔

بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اس سرزمین پرہم توپریشان ہی رہے ہیں،آپ کی ولادت سے پہلے ہمارے بچوں کواس لیےقتل کیا گیا کہ کہیں موسیٰ نہ پیدا ہوجائے،جس کے ہاتھوں فرعون کی مملکت کا خاتمہ ہونا تھا،اوراب جب آپ نبی مرسل بن کرآئے ہیں،تب بھی ہمارے بچوں کوقتل کیا جارہا ہے،تا کہ ہماراوجودہی ختم کردیا جائے۔

تو موسیٰ علیہ السلام نے پہلے جس بشارت کی طرف اشارہ کیا تھا،اس کی صراحت کردی کہ اللہ تعالیٰ عنقریب ہی تمہارے دشمنوں کو ہلاک کرے گا،اورتمہیں زمین کی قیادت عطا کرے گا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کےاس وعدے کوسچ کردکھایا۔

چنانچہ سورہ اعراف میں اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے کہ:

قَالُوْٓا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ (سورۃ الاعراف، رقم الآیات، ۱۲۹)

www.idaraghufran.org

یعنی ”انہوں نے کہا کہ ہمیں تو آپ کے آنے سے پہلے بھی ستایا گیا تھا، اور آپ کے آنے کے بعد بھی (ستایا جا رہا ہے) موسیٰ نے کہا کہ امید رکھو کہ اللہ تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے گا، اور تمہیں زمین میں اس کا جانشین بنا دے گا، پھر دیکھے گا کہ تم کیسا عمل کرتے ہو“۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کی قوم کو سمندر میں ڈبو دیا، اور اسرائیلیوں کو ان سے نجات دلائی، اور بعد کے ادوار میں حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام، مصر کے بادشاہ ہوئے، اور یوشع بن نون کی قیادت میں بیت المقدس فتح ہوا۔[1]

[1] وهكذا عومل فى صنيعه أيضا لما أراد إذلال بنى إسرائيل وقهرهم فجاء الأمر على خلاف ما أراد: أعزهم الله وأذله وأرغم أنفه وأغرقه وجنوده .ولما صمم فرعون على ما ذكره من المسائة لبنى إسرائيل قال موسى لقومه استعينوا بالله واصبروا ووعدهم بالعاقبة وأن الدار ستصير لهم فى قوله إن الأرض لله يورثها من يشاء من عباده والعاقبة للمتقين قالوا أوذينا من قبل أن تأتينا ومن بعد ما جئتنا أى قد فعلوا بنا مثل ما رأيت من الهوان والإذلال من قبل ما جئت يا موسى ومن بعد ذلك فقال منبها لهم على حالهم الحاضر وما يصيرون إليه فى ثانى الحال عسى ربكم أن يهلك عدوكم الآية، وهذا تخصيص لهم على العزم على الشكر عند حلول النعم وزوال النقم(تفسير ابنِ كثير، ج۳ص۳۱۴، ۴۱۴، سورة الاعراف)

HONDA GENUINE PARTS
TOYOTA GENUINE PARTS
حافظ احسن: 0322-4410682

اشرف آٹوز

ٹویوٹا اور ہنڈا کے جینین اور ریپلیسمنٹ باڈی پارٹس دستیاب ہیں

حافظ الیاس حافظ اسامہ
گلی نمبر 6، ہارلی سٹریٹ، منٹگمری پارک، لاہور
0313 / 0333-4410682

4318-C
چوک گوالمنڈی، راولپنڈی
Ph:051-5530500 / 5530555

ashrafautos.rawalpindi@gmail.com
Join us f on ashrafautos.rawalpindi

طب وصحت "سنوت" میں ہر مرض کی شفاء ہے حکیم مفتی محمد ناصر

گھی کے بارے میں بعض اہلِ علم کی آراء

سنوت میں شامل گھی کی افادیت سے متعلق احادیث وروایات ذکر کرنے کے بعد اب ماہرین واطباء کے نزدیک گھی کی افادیت اوراس کا طریقۂ استعمال ذکر کیا جاتا ہے۔

علامہ ابنِ قیم رحمہ اللہ گھی کے بارے میں فرماتے ہیں:

گھی کا مزاج پہلے درجہ میں تر گرم ہے،اس میں معمولی درجہ کی خاصیتِ جلاء (وحرارت) ہے،اورایک قسم کی لطافت پائی جاتی ہے۔

نرم ونازک بدن میں پیدا ہونے والے اورام کے لئے یہ دواء ہے،مواد کو پکانے اور نرم کرنے میں مکھن سے زیادہ قوت دیتا ہے۔

حکیم جالینوس نے لکھا ہے کہ گھی سے کان اور ناک کے اورام کا علاج میں نے کیا ہے، مسوڑھوں پر گھی ملنے سے دانت جلد ہی نکل آتے ہیں،اور اگر شہد اور تلخ بادام کے ساتھ استعمال کریں،تو سینے اور پھیپھڑے کو تازگی دیتا ہے،اور لیس دار غلیظ اور گاڑھے کیموس کو ختم کرتا ہے،مگراس سے معدہ کو وقتی طور پر نقصان پہنچتا ہے،بالخصوص جبکہ مریض بلغمی مزاج کا ہو۔

گائے اور بھیڑ کا گھی شہد کے ساتھ استعمال کیا جائے،توسمِ قاتل سے نجات ملتی ہے،اور سانپ کے ڈسنے اور بچھو کے ڈنک مارنے میں نفع بخش ہوتا ہے (الطب النبوی لابن القیم، سمن، صفحہ۲۴۴،فصل فی ذکر شیء من الأدویۃ والأغذیۃ المفردۃ التی جاءت علی لسانہ صلی اللہ علیہ وسلم مرتبۃ علی حروف المعجم)

شیخ الرئیس حسین بن عبداللہ (المعروف ابنِ سینا، ولادت 370ھ، وفات 428ھ) نے بھی القانون میں گھی کی افادیت پر روشنی ڈالی ہے،اور گھی کو محللِ اورام یعنی ورموں کو تحلیل کرنے والا قرار دیا ہے،خاص طور پر بچوں اور خواتین کے کانوں کے ورَم جس کی ایک شکل کن پیڑوں کا مرض ہے،اس کے لئے گھی کی خاص افادیت بیان کی ہے،اور گھی،شہد اور تلخ باداموں کو سینے کے فضلات

www.idaraghufran.org

مثلاً جمے ہوئے بلغمی امراض کے لئے مفید قرار دیا ہے، البتہ تلخ باداموں کا استعمال قبض پیدا کرنے کا سبب ہے، کیونکہ تلخ بادام آنتوں کی خشونت (وخشکی) کا سبب ہیں (القانون فی الطب، لابن سینا، ج۱، ص۶۰۲، فی بیان الادویۃ المفردۃ)

گھی ملے ہوئے شہد کے بارے میں معلمِ طبِ اسلامی حکیم فیض محمد فیض صاحب تحریر فرماتے ہیں:

شہد اور گھی خالص اعصابی قشری (یعنی تَر گرم) ومقویِ عمل ہے، قدرت کے اس عطیہ کو سوجی میں حلوہ بنا کر کھلانا زہروں کا تریاق ہے، مقویِ اثر غذا و دوا ہے، اس کے استعمال سے انسان سینکڑوں سال زندہ رہ کر اپنی طبعی زندگی گزار سکتا ہے، اس کے ساتھ پانی کا استعمال لازمی ہے، اس حلوہ میں 3 ماشہ ہلدی ملا کر کھلانے سے اندرونی زخموں کا شافی علاج ہے (المفردات الاسلامی، صفحہ 181، مصنفہ: حکیم فیض محمد فیض، مطبوعہ: فیض الحکمت اسلامیہ کالج، اوکاڑا)

حیوانی روغن کے بارے میں معلمِ طبِ اسلامی حکیم فیض محمد فیض صاحب تحریر فرماتے ہیں:

حیوان سے چربی (حاصل کی جاتی ہے) اور دیسی گھی جو دودھ سے نکالا جاتا ہے، ہر قسم کے اورام پر مناسب بدرقہ (ومرکبات) سے کھلانے سے ورم تحلیل ہوجاتے ہیں، چار انسانی زہروں پر مفید ہونے کی وجہ سے مؤلدِ خون، مقوی بدن اور جسم کی نشو ونما کے لئے قدرت کا عطیہ ہے۔

ہزاروں جسمانی علامات پر شفاء بخش لاثانی تحفہ ہے،...... آج کل حیوانی خوراک کی کمی کی وجہ سے عوام کمزور اور بیمار ہورہے ہیں، حیوانی روغن کی کمی کی وجہ سے شریانوں میں سُدّے پیدا ہورہے ہیں، دیسی گھی خالص کے بغیر اندرونی وبیرونی زخموں کا علاج ناممکن ہے، اگر کسی اور انگریزی دوا سے زخم درست ہوتو یہی زہر کسی اور جگہ زخم کی شکل اختیار کرلیتا ہے، ہمہ قسم اورام جلدی اور جنسی علامات اور نزلہ، زکام، ٹی بی کے مریضوں کو ڈالڈا گھی کھلانا بھی غلط ہے، چونکہ (کسی بیماری کی وجہ سے پیدا ہونے والی) موجودہ عفونت سے معدہ میں خام بلغم زیادہ ہوجاتی ہے، چربی اور دیسی گھی کے بغیر ہر غذا زہر کی

شکل بن جاتی ہے، بخار اور دیگر علامات کا اضافہ ہوجاتا ہے، غذا میں دیسی گھی کھانے کے بعد پانی پی سکتے ہیں، لیکن چربی مناسب غذا کے ساتھ پکا کر کھانے پر اوپر سے قہوہ پینا لازم ہے، قہوہ مناسب ادویاتی مرکبات سے بنانا لازم ہے، اور شہد یا قدرتی نمک ملا کر پلانا ہر مرض کا شافی علاج بھی ہے (المفردات الاسلامی، صفحہ 67، وصفحہ 68، مصنفہ: حکیم فیض محمد فیض، مطبوعہ: فیض الحکمت اسلامیہ کالج، اوکاڑا) [1]

مذکورہ تفصیل سے اصلی وخالص گھی کی افادیت معلوم ہوتی ہے، مگر یاد رہے کہ غیر خالص یا کیمیکلز سے تیار شدہ گھی، اصلی گھی کہلائے جانے کے قابل نہیں، اور غیر خالص گھی نقصان دہ بھی ہے۔

---

[1] قدرتی یا دیسی نمک کا استعمال نبی ﷺ اور صحابۂ کرام سے ثابت ہے (مسند احمد، حدیث نمبر ۱۷۶۷۸، اسنادہ صحیح علی شرط مسلم)

البتہ نمک کے مفید ہونے کے حوالے سے بعض روایات جو مشہور ہیں، ان میں سے بعض احادیث کو محدثین نے شدید ضعیف قرار دیا ہے، چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث میں ہے کہ ”تمہارے کھانوں کا سردار نمک ہے“، مگر اس حدیث کی سند کو محدثین نے شدید ضعیف قرار دیا ہے۔

عن أنس بن مالک، قال: قال رسول اللہ – صلى الله عليه وسلم –: " سید إدامکم الملح (ابن ماجه، رقم الحديث ۳۳۱۵، باب الملح، مسند ابی یعلیٰ، رقم الحدیث ۳۴۳۷)

قال شعيب الارنؤوط: إسناده ضعيف جدا (حاشية ابن ماجه)

البتہ طبی اعتبار سے اطباء واہلِ علم حضرات نے قدرتی یا دیسی نمک کی بہت افادیت بیان فرمائی ہے۔

چنانچہ حکیم فیض محمد فیض صاحب قدرتی یا دیسی نمک کی افادیت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

نمک قدرتی عظیم نعمت ہے، قشری اعصابی (یعنی گرم تر مزاج کی حامل) مصفی خون ملین (یعنی خون پتلا اور صاف کرنے والی دوا) ہے، سوداوی اور ریحی (یعنی سردی اور خشکی کے) مادوں کو صاف کرنے میں شافی اثر ہے، تمام منشیات چھوڑنے کے لئے 2ماشہ ہاضم ہے، 1تا2تولہ قے آور ہے، نیم گرم پانی سے کھلانا بہتر ہے، شہد کی طرح قدرتی نمک میں ہزاروں بیماریوں کی شفاء ہے، اس سے متقی مسلمان ہی فائدہ اُٹھاسکتے ہیں، اس سے اچھی معدہ صاف کرنے کے لئے دنیا بھر میں کوئی غذا ودوا نہیں ہے (المفردات الاسلامی، صفحہ 124، وصفحہ 132، وصفحہ 175، مطبوعہ: فیض الحکمت، اسلامیہ کالج، اوکاڑا، مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: کنز العقاقیر، از حکیم اشرف شاکر صاحب، صفحہ 598، مطبوعہ: شاکر پبلشرز، لاہور، وخواص المفردات، حصہ دوم غدی، صفحہ 303 تا صفحہ 306، مطبوعہ: یٰسین دواخانہ وطبی کتب خانہ، دنیاپور، لاہور، دیہاتی معالج، صفحہ 301، اشاعت: دسمبر2003ء، مطبوعہ: فضلی سنز وہمدرد فاؤنڈیشن)

ادارہ غفران میں قمری مہینوں کی 17، 19، اور 21 تاریخوں میں حجامہ کیا جاتا ہے۔

حجامہ کے لئے تشریف لانے والے حضرات مندرجہ ذیل فون نمبر پر وقت لے کر تشریف لائیں۔

حکیم مفتی محمد ناصر صاحب: 051-5507270 0333-5365830

اخبارِ ادارہ مفتی محمد ناصر

ادارہ کے شب وروز

□...... 27/محرم الحرام اور 4/ 11/ 18 صفر الخیر 1441ھ، بروز جمعہ متعلقہ مساجد میں وعظ ومسائل کے سلسلے حسبِ معمول ہوئے۔

□...... 22/ 29 محرم الحرام اور 6/ 13/ 20 صفر الخیر 1441ھ، بروز اتوار مدیر صاحب کی اصلاحی مجالس صبح تقریباً ساڑھے دس بجے منعقد ہوتی رہیں۔

□...... 23 محرم، بروز پیر، بعد مغرب مولانا عبدالرحیم چار یاری صاحب (فیصل آباد) ادارہ غفران میں تشریف لائے۔

□...... 24 محرم، بروز منگل، جناب یوسف صاحب (حکمداد، راولپنڈی) کے گھر، حضرت مدیر صاحب، مولانا طارق محمود صاحب اور بندہ محمد ناصر، ظہرانہ پر مدعو تھے۔

□...... 24 محرم بروز منگل بعد عصر مدیر صاحب کا، جناب افتخار صاحب (صرّاف) کے بھائی جناب شمیم صاحب مرحوم کی تعزیت کے لئے اُن کے بیٹے ڈاکٹر ندیم صاحب کے گھر جانا ہوا، اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرتِ کاملہ اور پسِ ماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین

□...... 25 محرم بروز بدھ ادارہ غفران کے شعبہ حفظ کے استاد جناب قاری رحمت اللہ صاحب کی والدہ صاحبہ کا انتقال ہوا، اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرتِ کاملہ فرمائے، اور پسِ ماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔ اسی روز مدیر صاحب اپنے قدیمی ساتھی جناب رضوان بھٹی صاحب کی عیادت کے لئے اُن کے گھر تشریف لے گئے۔

□...... 28 محرم بروز ہفتہ مدیر صاحب، جناب طارق مسعود صاحب کے گھر عشائیہ پر مدعو تھے، ہمراہ مولانا طارق صاحب، مولانا عبدالسلام صاحب اور بندہ تھے۔

□...... 3 صفر بروز جمعرات، مدیر صاحب مع چند ارا کینِ ادارہ کے جناب حکیم اقبال صاحب کے بیٹے جاوید اقبال صاحب کے ولیمے میں ایک مقام پر مدعو تھے۔

□...... 4/صفر بروز جمعہ مدیر صاحب نے جناب نیاز علی صاحب کی بھتیجی کا نکاحِ مسنون پڑھایا۔

□...... 05 صفر بروز ہفتہ، مولانا طارق صاحب کی بیٹی کا نکاح ورخصتی ہوئی۔

□...... 6صفر بروز اتوار مدیر صاحب، مولانا اشرف صاحب (راول ٹاؤن) کی دعوت پر تکمیلِ قرآن مجید کی تقریب میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے، اسی روز بندہ محمد ناصر کا جہلم میں ایک مقام پر یونیفکیشن طبی فاؤنڈیشن کے تحت منعقدہ طبی ورکشاپ میں جانا ہوا۔

□...... 20صفر 1441ھ (مطابق 20 اکتوبر 2019ء) بروز اتوار، ادارہ کا سالانہ شورائی اجلاس ہوا، جس میں مقامی اور بیرونی اراکین شریک ہوئے، مولانا مفتی سید عبدالقدوس ترمذی صاحب دامت برکاتہم (جامعہ حقانیہ، ساہیوال) شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد زاہد صاحب دامت برکاتہم (جامعہ امدادیہ، فیصل آباد) حسبِ سابق تشریف لائے، بندہ نے معزز اراکین کے سامنے مالیاتی گوشوارے اور آمد وخرچ کے حسابات پیش کیے، تعلیمی شعبوں، دارالافتاء، شعبہ نشر واشاعت، ماہنامہ التبلیغ، مسجد غفران اور تعمیرِ پاکستان سکول کی بھی پورے سال کی کارگزاری حسبِ سابق مرتبہ شکل میں اراکین کو فراہم کی گئی، اور اجلاس میں ملاحظہ کی گئی، معزز اراکین نے تحسین فرمائی اور آراء پیش کیں، بحمداللہ ادارہ مجموعی طور پر اپنے تمام شعبوں میں اپنے مقاصد کے حصول میں ترقی پذیر ہے، اس بات پر اراکین نے اطمینان ظاہر فرمایا ''اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ'' (اجلاس ظہر تا عصر انعقاد پذیر ہوا)

مولانا عبیدُ اللہ سندھی کے افکار
اور تنظیمِ فکرِ ولیُ اللّٰہی کے نظریات کا تحقیقی جائزہ

(حصہ دوم)

''مولانا عبیداللہ سندھی کے افکار اور تنظیم فکر ولی اللّٰہی کے نظریات کا تحقیقی جائزہ''

تالیف اور متعدد اہلِ علم واہلِ فکر حضرات کے متعلق ایک کتاب اور مضمون میں درج

شدہ بعض تنقیدات، اعتراضات ومغالطات

اور الزامات کے جوابات، تنقیحات وتوضیحات

اور مولانا سندھی صاحب وغیرہ کے بعض افکار پر کلام

مؤلف: مفتی محمد رضوان خان

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

اخبارِ عالم

مولانا غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

21/ستمبر/2019ء/21/محرم الحرام/1440ھ: پاکستان: مسئلہ کشمیر کے پرامن حل کے لیے پاک سعودی مشترکہ کوششوں پر اتفاق ☎ مالیاتی اہداف میں کوئی بڑی تبدیلی نہیں آئی، اقتصادی ترقی 2.4 فیصد رہے گی، آئی ایم ایف 22/ستمبر: پاکستان: ڈینگی بے قابو، کراچی میں 2 افراد چل بسے، راولپنڈی میں ہیلتھ ایمرجنسی نافذ، مریضوں کی تعداد 9 ہزار سے تجاوز ☎ انسدادِ ڈینگی مہم میں غفلت پر ڈپٹی کمشنر لاہور فارغ، ناقص کارکردگی پر وزارتِ صحت پنجاب کو تقسیم کرنے کا فیصلہ 23/ستمبر: پاکستان: یوٹیلیٹی سٹورز پر چینی 3 روپے کلو سستی، قیمت 76 روپے مقرر 24/ستمبر: پاکستان: مقبوضہ کشمیر میں محاصرہ کا 50 واں روز، مواصلاتی ذرائع بدستور معطل 25/ستمبر: پاکستان: شدید زلزلہ، آزاد کشمیر میں بڑے پیمانے پر سڑکیں اور عمارتیں تباہ، 30 جاں بحق، 400 زخمی، آزاد کشمیر، پنجاب اور پختونخوا کے بیشتر مقامات پر 4 بجکر 1 منٹ پر جھٹکے محسوس کیے گئے، شدت 5.8، دورانیہ 8 سے 10 سیکنڈ تھا، میرپور کے جاتلاں اور جڑی کس میں مواصلاتی نظام درہم برہم، اپر جہلم کینال میں شگاف، پانی دیہات میں داخل، نہر بند کردی گئی 26/ستمبر: پاکستان: آزاد کشمیر میں زلزلے کے مزید جھٹکے، جاں بحق افراد کی تعداد 37 ہوگئی 27/ستمبر: پاکستان: ایف بی آر کو ٹیکس وصولی ہدف میں 100 ارب شارٹ فال کا سامنا 28/ستمبر: پاکستان: فیصل آباد، سابق وزیر مملکت ورہنما ن لیگ رانا افضل انتقال کرگئے 29/ستمبر: پاکستان: چمن دھماکہ، جے یو آئی (ف) کے رہنماء مولانا حنیف سمیت 3 افراد شہید 30/ستمبر: پاکستان: کنٹرول لائن، بھارتی گولہ باری، 2 شہری شہید، سرینگر میں 24 گھنٹوں کے دوران 23 مظاہرے، جھڑپیں یکم/اکتوبر: پاکستان: حکومت کا پیٹرولیم مصنوعات کی پرانی قیمتیں برقرار رکھنے کا اعلان 2/اکتوبر: پاکستان: وزیرِاعظم کا شہریوں کی درخواستیں 4 ہفتوں میں نمٹانے کا حکم، غفلت سرکاری افسران کی نااہلی تصور ہوگی، وزیرِاعظم ہاؤس کا مراسلہ 3/اکتوبر: پاکستان: اقتصادی رابطہ کمیٹی نے بجلی 83 پیسے فی یونٹ مہنگی کرنے کی منظوری دے دی، تین سو یونٹ استعمال کرنے والے مستثنیٰ ہوں گے 4/اکتوبر: پاکستان: راولپنڈی، ڈینگی 3 خواتین کی جان لے گیا، بلدیاتی اداروں کی تحلیل سے مہم غیر مؤثر 5/اکتوبر: پاکستان: شناختی کارڈ کی شرط، نان رجسٹرڈ لوگوں کے لیے رولز متعارف، بغیر شناختی کارڈ

اشیاءفروخت کرنے والے رجسٹرڈ افرادکوشوکازنوٹس کااجراءمشروط،ایف بی آر ✍ 6 /اکتوبر: پاکستان: گوادر پورٹ اورفری زون کے لیےٹیکس مراعات کی منظوری،صدارتی آرڈیننس کے ذریعے نافذ کرنے کا فیصلہ،انکم ٹیکس، سیلزٹیکس اور کسٹمز ایکٹ قوانین چین کو قابلِ قبول نہ تھے،نیشنل ڈویلپمنٹ کونسل نے معاملہ حل کرادیا ✍ 7 /اکتوبر : پاکستان: امریکی سینیٹرز کا دورہ مظفر آباد، تنازع کشمیر سینیٹ میں اٹھانے کی یقین دہانی ✍ 8 /اکتوبر: پاکستان: چین کے تحفظات دورکرنے کے لیےسی پیک اتھارٹی قائم،گوادر پورٹ کوٹیکس مراعات کی منظوری،صدرنے آرڈیننس جاری کردیئے ✍ 9 /اکتوبر: پاکستان: پنجاب کابینہ،گریڈ 4 تک بھرتیوں کی اجازت،سستی روٹی اتھارٹی بند، بلدیاتی فنانس کمیشن کی منظوری،ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی پر جرمانوں میں اضافہ ✍ 10 /اکتوبر: پاکستان: ایشیائی ترقیاتی بینک پاکستان کو2ارب70 کروڑڈالردے گا،پاکستان میں اقتصادی ترقی تیز کرنے میں مدد ملے گی ✍ 11 /اکتوبر: پاکستان: سیلزٹیکس نفاذ رولز جاری،تاجروں کویکم دسمبر تک کمپیوٹرائزڈ سسٹم سے منسلک ہونے کی مہلت ✍ 12 /اکتوبر: پاکستان: تین ماہ میں ملک کاتجارتی خسارہ 35فیصدکم، 5.7ارب ڈالررہ گیا،ادارہ شماریات ✍ 13 /اکتوبر : پاکستان: پاکستان اورچین کا سی پیک مغربی روٹ پرکام تیزکرنے کافیصلہ،ٹرانسپورٹ،انفراسٹرکچر کے لیےایم اویوسائن ✍ 14 /اکتوبر: پاکستان: مقبوضہ کشمیر محاصرہ کو 70روز، انسانی حقوق کے بھارتی رکن بھی سراپا احتجاج ☎ پارلیمان یونین الیکشن میں بھارت کوبدترین شکست، امیدوروا پس لینا پڑا، رضاربانی کامیاب ✍ 15 /اکتوبر: پاکستان: پاکستان نے براہِ راست مذاکرات کے لیے ایران اورسعودی عرب کومیزبانی کی پیش کش کردی ✍ 16 /اکتوبر: پاکستان: اشیاء کی ڈیلی قیمتیں''درست دام'' موبائل ایپ متعارف ✍ 17 /اکتوبر : پاکستان: ایس ای سی پی دنیا کا ساتواں موثر ترین ریگولیٹرقرار، پاکستان چندممالک میں شامل، جہاں ایک ہی دن میں کمپنی رجسٹرڈ ہوجاتی ہے، پاکستان کی رینکنگ 15درجے بہتر، ورلڈ اکنامک فورم ✍ 18 /اکتوبر: سعودی عرب: مدینہ منورہ،بس اور ٹرک کے تصادم میں ایک پاکستانی سمیت 35عمرہ زائرین شہید ✍ 19 /اکتوبر: پاکستان: متروکہ املاک کی طویل لیز پر پابندی کاحکم نامہ واپس لینے کی منظوری ✍ 20 /اکتوبر: پاکستان: اربوں ڈالرکاپراجیکٹ ایم ایل ون کو واپس ٹریک پرلانے کی تیاریاں، حکومت کا تاخیر کے شکار منصوبے کے لیے 9ارب ڈالرقرض لینے کی منظوری۔

قرآن تھراپی | ہومیو پیتھی | طب نبویؐ | حجامہ

قرآن تھراپی سنٹر کے تحت تمام مریضوں کیلئے
خصوصی رعایت

حجامہ
حجامہ کا پہلا پوائنٹ -/500 روپے اور اسکے بعد کے تمام
پوائنٹ -/300 روپے میں

مائیگرین | درد شقیقہ | کمر درد | لقوہ
فالج | شوگر | نیند کا نہ آنا | ڈپریشن
خون کے امراض | معدہ جگر کے امراض | ذہنی نفسیاتی امراض | مہروں کے درد

''اس میں روحانی اور جسمانی دونوں امراض کا علاج ہے''
حفظانِ صحت کے تمام اصولوں کو مدِ نظر رکھا جاتا ہے۔

جدید تشخیصی نظام

خواتین کیلئے لیڈی ڈاکٹر

آپکے خون کا ایک قطرہ آپکے جسم میں چھپی تمام بیماریوں کی نشاندہی کرسکتا ہے

تشریف لانے سے پہلے وقت ضرور لیں | کلینک ٹائمنگ صبح 9 بجے تا شام 6 بجے

قرآن تھراپی سنٹر سید پور روڈ حیدری چوک راولپنڈی بالمقابل عائشہ ہاسپٹل (ناغہ جمعہ، ہفتہ)

لاہور کلینک: گارڈن ٹاؤن ابوبکر بلاک 77/B (بروز ہفتہ)

0300-5208331-0300-5208331

طب نبویؐ کی تمام پراڈکٹس دستیاب ہے۔ خالص شہد بیری، زیتون کا تیل، خالص زیتون، کلونجی، سنا مکی، تلبینہ وغیرہ

لذیذہ مرغ پلاؤ ®

Laziza Murgh Pulao ®

Murgh Pulao
Pulao Kabab

برانچ:
چوک آفندی کالونی، صادق آباد، راولپنڈی
051-8489611
0300-9877045

Website for Order:
www.lazizamurghpulao.com
Contact All Branches:
51-8489511 , 0310-4043333

برانچ: النور پلازہ، نزد شیل پٹرول پمپ، مین اڈیالہ روڈ، راولپنڈی
051-8772884 0334-8082229
برانچ: سلمان شہید روڈ، آفندی کالونی، چوک صادق آباد، راولپنڈی

إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ، أَوْ إِنَّ مِنْ أَمْثَلِ دَوَائِكُمُ الْحِجَامَةَ (ترمذی)

ترجمہ: تم جس چیز سے (بیماریوں کی) دواء وعلاج کرتے ہو، اُس میں افضل چیز حجامہ ہے، یا یہ فرمایا کہ تمہاری دواؤں میں سب سے بہتر دواء حجامہ ہے (ترمذی، بخاری، مسلم)

سنت بھی علاج بھی

الحجامہ کلینک

ان بیماریوں کا بہترین علاج

پچھنے لگوانے میں روحانی وجسمانی دونوں بیماریوں کی شفا ہے

جسم کا درد | ڈپریشن | ہائی بلڈ پریشر | عرق النساء | بواسیر

موٹاپا | گھٹنیا | یرقان | دردِ شقیقہ | بانجھ پن

ہارمونز کا مسئلہ | یورک ایسڈ | معدہ | شوگر | جوڑوں کا درد

جسم کا سُن ہوجانا | کولیسٹرول | اس کے علاوہ 72 بیماریوں کا علاج

APS

علاج برائے خواتین

مسز عمران رشید (Cupping Therapist)

Diploma Holded of Cupping Therapy(Hijamah)

Executive Member : Hijamh Aps Fourm

مکان نمبر NE-786، ڈاک خانہ ٹیوب ویل والی گلی نمبر 4، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی۔

فون نمبر: 0321-5349001-0331-5534900

علاج برائے مرد حضرات

شہر یار صاحب

فیز 8، بحریہ ٹاؤن، راولپنڈی فون 0313-9524191

زیرِ انتظام

عمران رشید، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی ۔ فون 0333-5187568

www.idaraghufran.org

Shaikh Ahsan
0314-5165152

Shaikh M. Usman
0321-5593837

Classic Electronics

Deals in :Computer Networking, Cable & Accessories

TP-LINK
The Reliable Choice
Authorized Dealer in Pakistan

CISCO
UBIQUITI NETWORKS
D-Link Building Networks for People
Baynet Advance Network Products
MikroTik
netis
Tenda
BAYLAN
TOTO LINK The Smartest Network Device

Shop # 3,G/F, TM Plaza
D.A.V. College Road,Rawalpindi
Tell: 051-5775571-2. Cell: 0314-5165152

مدیر: باباجی عبدالشکور

راولپنڈی کا سب سے بڑا اور پرانا کتب خانہ

کتب خانہ رشیدیہ

ہمارے ہاں ہر قسم کی دینی کتب

قرآن پاک تفاسیر

احادیث فقہ

تاریخ اصلاحی کتب

درسی کتب اور شروحات

اور بیروت کی کتب

دستیاب ہیں

کتب خانہ اپنی پرانی جگہ (دارالعلوم تعلیم القرآن، مدینہ مارکیٹ) منتقل ہوگیا ہے

راجہ بازار مدینہ مارکیٹ راولپنڈی

فون: 051-5771798 0321-5879002

0321-5247791